# تنویر البرہان

## لدفع

# ظلمات قرن الشیطان

تالیف

تلمیذ ارشد حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

مولانا حکیم ابوالحسان محمد رمضان علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

**جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)**

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطان

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطان |
| مؤلف | : | مولانا حکیم ابوالحسان محمد رمضان علی قادری علیہ الرحمہ |
| سن اشاعت | : | محرم الحرام ۱۴۳۱ھ/جنوری ۲۰۱۰ء |
| تعداد اشاعت | : | ۲۵۰۰ |
| ناشر | : | جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) |

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

# فہرست مضامین

# پیش لفظ

**الحمد لله رب العالمین، و الصلوة و السلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین**

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو رب ہے تمام عالمین کا اور درود وسلام ہو رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہلسنّت والجماعت کو صراط مستقیم عطا فرمائی اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کا مطیع وفرمانبردار اور اولیاء کی تعظیم کرنے والا بنایا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انبیاء واولیاء سے محبت کرنا تو درکنار اُن سے محبت کرنے والوں سے بھی حد درجہ نفرت کرتے ہیں اور بات بات پر مختلف قسم کے اعتراضات اٹھاتے رہتے ہیں۔

کبھی مزارات اولیاء پر، کبھی اعراس اولیاء پر، کبھی نذر ونیاز کے نام پر، اور کبھی تیجہ و چہلم کے پروگرام پر اعتراضات کرنا اور اس کے علاوہ انبیا علیہم السلام کے علم غیب اور شان پر مختلف قسم کے سوالات اور اعتراض کرنا ان لوگوں کا وطیرہ بن گیا ہے۔

اولیاء اللہ کے نام پر کی گئی نذر ونیاز کو حرام بتانا اور ناجائز کا فتویٰ دینا ان کا ہتھیار ہے جب کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کہیں بھی اعراس اولیاء، نذر ونیاز اور انبیا علیہم السلام کے علم غیب کی نفی نہیں ہے بلکہ خود قرآن گواہ ہے:

"اور نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں"۔

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہوا:

"اے ایمان والو پاک چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔



ان آیات کی مثال سے ہی ہمارا عقیدہ واضح ثابت ہوجاتا ہے۔

مذکورہ کتاب "تنویر البرھان لدقع قرن الشیطان" حضرت حکیم ابوالحسان محمد رمضان علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے، اس کتاب میں ان مسائل پر مدلل طور پر بحث کی گئی ہے اور عقائد اہلسنّت کو بھرپور انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان مذکورہ رسالہ کو مسلمانوں کی اصلاح کے پیش نظر اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 189 ویں نمبر پر شائع کررہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص وعوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

**حکیم سید محمد طاہر نعیمی مرادآبادی**

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

**الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم المین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبین رحمۃ للعالمین سیدنا و سندنا و ......دانا و ملجانا و عوننا و معیننا و غوثنا و مغیثنا و مولانا و مولی الاولین و الآخرین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ تعالٰی علیہ و علی آلہ و اصحابہٖ و الیاء امتہٖ و اُمتہٖ اجمعین**

**اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا ○ اما بعد فقال النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ خَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ"، صدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ النبیّ الکریم و نحن علی ذالک من الشاھدین و الشاکرین و الحمد للہ رب العالمین**

اما بعد! بندۂ ہیچمدان کو شہر کے چند سنی معززین نے ایک سوالنامہ دے کر یہ مطالبہ کیا کہ فقیر سوالنامہ میں مندرجہ امور کی حقیقت ازروئے قرآن وحدیث واضح کرے، سوالنامہ حسب ذیل ہے:

بخدمت جناب مولانا حکیم محمد رمضان علی صاحب قادری خطیب جامع مسجد غوثیہ سنجھورو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض ہے کہ حال ہی میں غیر مقلدین سنجھورو نے شہر میں کچھ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں ان کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ تارک صلوٰۃ یا خلاف سنت، رواجی، رسمی و مذہبی نماز پڑھنے والا اور ہمارے قبلہ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے والا یا قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنے والا اور ہمارے ذبیحہ کے سوا غیر اللہ کے نام کے ذبیحے وچڑھاوے کھانے والا



مسلمان نہیں۔ (رسالہ بے نماز، ص۳۸)

نیز لکھا ہے کہ تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنے والے اور مولود کرنے والے، گیارہویں دینے والے مسلمان نہیں ہیں ان سے سلام کلام ناجائز ہے نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری دُعا و استغفار و جنازہ کے مستحق ہیں۔ (رسالہ بے نماز، ص۶۲)

نیز ایک رسالہ جو غیر مقلدین نے تقسیم کیا ہے اس میں نہایت شدت کے ساتھ دعویٰ کیا گیا ہے کہ امام کی اقتداء کرتے ہوئے ہر مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور جو شخص امام کے پیچھے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی۔

اس کی وجہ سے سُنی مسلمانوں میں عام طور پر بے چینی و پریشانی پیدا ہورہی ہے اس کے علاوہ غیر مقلدین برملا کہتے اور اپنے وعظ جمعہ میں کہتے ہیں کہ تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور گیارہویں دینا اور میلاد کرنا بدعت اور حرام ہے اس لئے کہ ان کا کوئی ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ سنی مسلمان غیر اللہ کے نام پر نیاز دیتے اور پیروں فقیروں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حرام ہے ان کے یہ کام شرک وکفر میں داخل ہیں، مہربانی فرما کر مندرجہ بالا مسائل کی وضاحت ازروئے شریعت فرمادیں کہ آیا یہ کام قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز اور موجب ثواب ہیں یا وہابیہ کے کہنے کے مطابق حرام اور کفر وشرک میں داخل ہیں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ صحیح صورت شرعیہ جلد واضح فرمادیں گے تاکہ حق ظاہر ہو اور بے چینی ختم ہو اطمینان حاصل ہو۔ فقط دستخط، محمد اقبال انسپکٹر ٹاؤن کمیٹی سنجھورو، دستخط، غلام نبی اسکول ماسٹر سنجھورو، دستخط محمد اقبال رشید، مالک اقبال میڈیکل اسٹور سنجھورو، دستخط محمد جعفر بی اے فائنل جامعہ تعلیم ملی کالج کراچی۔

دستخط، شاہ محمد عطا سنجھورو، دستخط زاہد حسین بی ایس سی گورنمنٹ کالج حیدرآباد، دستخط مبارک احمد قادری سنجھورو، دستخط چوہدری مبارک احمد زمیندار سنجھورو، دستخط الجواب وھو الموفق وھو المستعان۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾ (پ۷ع۲) صدق اللہ العلی العظیم۔

”اے ایمان والو پاک چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا“۔

واضح رہے کہ فی زمانہ فرقہ ضالہ غیر مقلدین جو دعویٰ اہلحدیث کا کرتے اور اپنے مختصر سے گروہ کو موحد اور مسلمان جانتے اور سارے مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دیتے ہیں فہم القرآن سے بے بہرہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بجائے حدیث نفس کے تابع ہیں ان کی اصل خوارج سے ہے جن سے ان کا ایک بڑا پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی ہجری میں ملک نجد میں ہوگذرا ہے جس نے خارجیوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی تاویلات فاسدہ کے سہارے تمام مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کربلائے معلیٰ غرضیکہ نجد وحجاز میں اس کے اور اس کی جماعت وہابیہ کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان مقتول اور لاکھوں تباہ وبرباد ہوگئے تھے۔ (ملاحظہ ہو "کتاب التوحید"، "شہاب ثاقب" اور "شاہ ولی اللہ اور اُن کی سیاسی تحریک" وغیر کُتُبِ وھابیہ)

خوارج کے متعلق صحیح بخاری میں ہے:

کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ انْطَلَقُوْا اِلٰی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (صحیح البخاری، باب قتل الخوارج، برقم: ۶۹۳۰، ۴/۳۱۵)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین خلائق



جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ خارجی لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں“۔

یعنی جن آیات میں بتوں کی تردید اور بت پرست مشرکین و کفار کی مذمت وارد ہے ان آیات کی تاویلات فاسدہ کرتے ہوئے بتوں کی جگہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام کو اور مشرکین و کفار کی جگہ مسلمانوں کو مراد لیتے ہیں اور اسی بناء پر جن آیات میں مشرکین و کفار کے خلاف جہاد و قتال کا حکم ہے ان آیات سے مسلمانوں کے خلاف جہاد و قتال ثابت کرتے اور مسلمانوں کے جان و مال کو حلال قرار دیتے ہیں۔

موجودہ وہابی بھی اپنے پیشواء ابن عبدالوہاب نجدی کی اتباع میں خارجیوں کے مسلک پر چلتے ہوئے اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کو مشرک و کافر کہتے ہیں اور بات بات پر بدعت وشرک اور کفر کے فتوی صادر کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر سوالنامہ میں مندرجہ مولویوں کے فتاویٰ کو ہی دیکھ لیں کہ لوگ مسلمانوں کو زبردستی کافر ٹھہرانے کی خاطر مسائل کو کس طرح توڑ مروڑ کر اور سیدھے سادے مسائل کو اُلجھا کر کیونکر غلط مطلب نکالتے اور پھر اہلسنت وجماعت پر افتراؤ بہتان طرازی کرتے ہوئے غلط فتوی لگاتے اور انہیں اسلام سے بیدھڑک خارج قرار دیتے ہیں۔

وہابیہ نے رسالہ بے نماز میں مندرجہ ذیل دس اُمور کی بناء پر فرزندانِ توحید کو کافر قرار دیا ہے۔

۱۔ ترک نماز
۲۔ خلاف سنت، رواجی، رسمی نماز پڑھنا۔
۳۔ مذہبی نماز پڑھنا
۴۔ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
۵۔ قبروں مزاروں خانقاہوں پر سجدہ کرنا۔
۶۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

۷۔ چڑھاوے کھانا۔

۸۔ تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنا۔

۹۔ گیارہویں دینا۔

۱۰۔ مولود کرنا۔

اور صاف لکھا ہے کہ ان امور کے مرتکب مسلمان نہیں ہیں، ان سے سلام وکلام ناجائز ہے نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری دعا واستغفار و جنازہ کے مستحق ہیں۔

اگر چہ علمائے اہلسنت و جماعت امور مندرجہ بالا کے دندان شکن جوابات بارہا دے چکے ہیں اور باوجود اس کے علمائے حق قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت مسلسل کرتے رہتے ہیں نیز اس سلسلے میں بلند پایہ تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور مناظروں میں وہابیہ ہر بار عبرت ناک شکست کھا چکے ہیں تاہم یہ لوگ اس قدر ڈھیٹ ہیں کہ جب بھی ان کی رگِ نجدیت پھڑکتی ہے انہی گھسے پٹے مسائل کو اچھالنے لگ جاتے ہیں اور بار بار منہ کی کھانے کے باوجود اپنی روائتی فتنہ انگیزی سے باز نہیں رہتے چونکہ یہاں اب پھر نئے سرے سے یہ فتنہ جگایا گیا ہے انہوں نے کتابیں مفت تقسیم کرکے سیدھے سادے مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش پھر سے شروع کردی ہے اور ننجھورو کے احباب نے فقیر سے ان امور کی وضاحت طلب کی ہے، تو حسب فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ الْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ (جامع ترمذی، برقم:۲۶۴۹، ۴/۲۹۔ ابن ماجۃ برقم:۲۶۱، ۱/۹۶۔ سنن ابو داؤد، برقم:۳۶۵۸، ۵/۶۷۔ المسند، ۲/۲۶۳۔ مشکوٰۃ کتاب العلم، فصل الثانی، برقم:۲۲۳، ۱/۶۴)

”جس سے علمی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر اسے چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی“۔ (اعاذنا اللہ منہ)

فقیر کے لئے ضروری ہو گیا کہ ان امور کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصراً



صحیح صورتحال واضح کردے اور رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہیں کہ میری یہی حقیر خدمتِ دین ناظرین کے لئے ذریعہ ہدایت اور منکرین پر حجت اور میرے لئے ذریعہ نجات بن جائے آمین یا رب العالمین بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم اجمعین۔

رحمتِ حق بہانہ ہے جوید — رحمت حق بہانہ ہے جوید

سوالنامہ میں فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی وضاحت طلب کی گئی ہے انشاء اللہ العزیز اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک علیحدہ مستقل رسالہ شائع کرنے کی کوشش کروں گا، وہابیہ نے جن دس امور کی بناء پر مسلمانوں کو اسلام سے قطعاً خارج کرکے کافر قرار دیا ہے ان کی تحقیق نمبروار درج ذیل ہے۔

۱۔ ترک نماز، وہابیہ نماز نہ پڑھنے والے مسلمانوں کو قطعاً کافر قرار دیتے ہیں، ان کا یہ فتویٰ قرآن وحدیث کے خلاف اور غلط ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نماز اسلام کا ایک نہایت اہم رکن ہے قیامت کے روز ایمان کے بعد نماز کے متعلق ہی پرسش ہوئی ہے قرآن وحدیث میں نماز کی سخت تاکید کی گئی اور تارک نماز کے لئے شدید وعید وارد ہے حتیٰ کہ نماز کو کفر واسلام کے درمیان علامت ممیّزہ (ممتاز کرنے والی) قرار دیا گیا ہے قرون اولیٰ کے مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ کوئی مسلمان بے نمازی بھی ہوسکتا ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیمات قرآن وحدیث کا صحیح فہم نہ ہونے کے باعث وہابیہ ظاہری الفاظ پر دارومدار رکھتے ہوئے تارک نماز کو کافر قرار دیکر اپنی کج فہمی ونادانی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ کفر وایمان کا تعلق اعتقاد باطنی سے ہے اور مسلم وغیر مسلم ہونے کا دارومدار ظاہری اعمال پر ہے ہر ”مومن“ لازماً مسلمان ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مسلمان مومن بھی ہو، پس اصولاً جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اقرار واعلان کرتا ہو اور ضروریات دین کا منکر نہ ہو، اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں گے، اس کے اعمال فرائض میں بوجہ غفلت یا سستی کوتاہی کرنے کی بناء پر اسلام سے خارج اور کافر قرار نہیں

دیا جا سکتا۔ **دلائل ملاحظہ ہوں:**

**قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾** (قرآن)

''اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور شرک کے علاوہ دوسرے جرائم وگناہ جسے چاہے بخش دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ ترک نماز شرک میں داخل نہیں، پس فرمان الٰہی کی روح سے بے نمازی کی بخشش کی اُمید ہے اور بے نماز کی بخشش کی امید ہونے کے تحت ثابت ہوا کہ تارک نماز کافر نہیں۔

**عبادہ بن الصامت قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خمس صلواتٍ افترضھُنَّ اللّٰہ تعالیٰ من احسن وضوئھنَّ وصلّاھنَّ لوقتھنَّ واتم رکوعھنَّ وخشوعھنَّ کان لہٗ علی اللّٰہ عھدٌ اَنْ یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللّٰہ عھدٌ ان شاء غفر لہ وان شاء عذّبہٗ** (سنن ابی داؤد، برقم:٤٢٥، ١/ ٢٩٥۔ سنن ابن ماجہ، برقم:١٤٠١، ١/ ٤٤٩۔ موطا امام مالك، كتاب صلاة اليل، برقم:١٤، ١/ ١٣٢۔ مشكوة، كتاب الصلاة، باب الثانی، برقم:٥٧٠، ١٢٣)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں جو ان کا وضوا چھی طرح کرے اور انہیں صحیح وقت پر ادا کرے اور ان کا رکوع وخشوع پورا کرے اس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ کا وعدہ نہیں اگر چاہے بخشے اگر چاہے اسے عذاب دے۔ (اس حدیث کو اس طرح امام احمد اور امام



ابوداؤد اور امام مالک اور امام نسائی نے روایت فرمایا ہے۔رضی اللہ عنہم)

اس حدیث کے تحت شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

''دریں حدیث دلیل ست بر آنکہ تارک صلوٰۃ کافر نیست ومرتکب کبیرہ واجب نیست تعذیب دے ومخلد نیست درنار چنانچہ مذہب اہلسنت وجماعت است'' (اشعۃ اللمعات ص ٢٨١ ج اول)

''اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ تارک نماز کافر نہیں اور مرتکب گناہ کبیرہ کو عذاب میں مبتلا کرنا واجب نہیں اور وہ (کفار کی طرح) ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا، جیسے کہ اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے۔

نیز اسی حدیث کے تحت مرآت شرح مشکوٰۃ میں ہے:

معلوم ہو کہ بے نمازی کافر نہیں اور ترک نماز کفر نہیں اس لئے کہ کفر کی بخشش نہیں ہوتی حسب فرمان الٰہی:

**اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ**

اس آیت میں شرک بمعنی کفر ہے۔

فرمان نبوی کی رو سے ثابت ہوا کہ ترک نماز کافر نہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے تارک نماز کو کافر قرار نہیں دیا تو پھر ان کج فہم وہابیہ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ تارک نماز کو مطلقاً کافر اور خارج از اسلام قرار دیں۔

**عن بریدۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر** (سنن الترمذی، برقم:٢٦٢١، ٥/ ١٥۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلوۃ، برقم:١٠٧٩، ١/ ٣٤٢۔ مشکوۃ، کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث، برقم:٥٧٤، ١/ ١٢٤)

"حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے اسے چھوڑ دیا یقیناً کفر کیا۔

ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان نماز ہی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لئے وجہ ایمان ہے کہ اسی کی وجہ سے ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں اب جو منافق نماز چھوڑے گا اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ لائقِ قتل ہوگا، نماز چھوڑنے سے منافقین کا کفر ظاہر ہو گیا یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے کہ فرمایا: **من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر** اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً بے نمازی کافر ہے۔(مرآت شرح مشکوۃ)

منافق اسے کہتے ہیں جو عقیدۃً دل سے ایمان کو قبول نہ کرے اور بظاہر زبان سے کلمہ پڑھے اور مسلمانوں میں شامل ہو پس منافق مومن نہ ہوا کہ عقائد باطنی کے لحاظ سے کافر ہے مگر چونکہ وہ ظاہری اعمال اسلامی بجالاتا اور مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہے اس لئے اسے مسلمان شمار کیا جاتا ہے اور اس پر اسلامی احکام جاری ہوتے ہیں پس اگر منافق نماز بھی چھوڑ دے جو اس کے کفر پر پردہ تھی تو اس کے کافر ہونے میں کچھ باقی نہیں رہ جاتا اور وہ اسلامی احکام سے خارج ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث مومن کے بارے میں وارد نہیں، وہابی مولوی منشاء حدیث کے خلاف تاویل فاسدہ سے اس حدیث کو مومنین پر چسپاں کرتے ہیں اور مومن کو ترک نماز کی وجہ سے زبردستی کافر ٹھہراتے ہیں۔(نعوذباللہ منہ)

**عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ** (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، برقم:۱۳۴، ۱/۸۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، برقم:۴۶۷۸، ۵/۵۸۔ مشکوۃ، کتاب الصلوۃ، باب الاول، برقم:۱۰۶۹، ۱/۱۲۳)



"بندے اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنا ہے"۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نمازی قریب بکفر ہے یا اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے یا ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کافر ہے۔(مرآت)

شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"وایں تغلیظ وتشدید ست برترک نماز واشارت است بہ آنکہ تارک صلوٰۃ نزدیک ست کو کافر گردد ونزد اصحاب ظواہر کافر است واز بعض صحابہ نیز چیز ہا مروی ست کہ نزدیک بہ تکفیر ست ونزد بعض علماء کہ شافعی و مالک از ایشانند واجب ست قتل دے اگر چہ کافر نہ گردد ونزد حنفیہ واجب ست ضرب وحبس وزنداں تا وقتے کہ بگزارد و نماز را

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب الأول، ۱/۲۸۰)

یہ حدیث ترک نماز پر تغلیظ وتشدید کے لئے اور اشارۃً بتایا گیا ہے کہ تارک نماز کافر ہو جانے کے قریب ہے الفاظ کے ظاہری معنی لینے والے بے نماز کو کافر کہتے ہیں اور بعض صحابہ سے بھی ایسی چیزیں مروی ہیں جو تکفر کے نزدیک ہیں اور بعض علماء کے نزدیک جن میں سے امام شافعی اور امام مالک ہیں فرماتے ہیں کہ بے نمازی اگر چہ کافر نہیں تاہم بے نمازی کو (بطور سزا) قتل کرنا واجب ہے اور حنفیوں کے نزدیک تارک نماز کو مار پیٹ کی جائے اور جیل میں اس وقت تک قید رکھا جائے جب تک وہ نمازی نہ بن جائے۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے واضح ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں ہوتا بلکہ ترک نماز پر اصرار اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہے اگر اس حدیث کے یہ معنی نہ کئے جائیں تو قرآن مجید کی آیت مبارکہ **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ**

یُّشَـــآئُ اور حضرت عبادہ بن صامت والی حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مومن کو ترک نماز کی وجہ سے مطلقاً کافر قرار دیدینا وہابیہ کی سخت غلطی اور بہت بڑی زیادتی ہے۔

## خلاف سنت، رسمی، رواجی نماز پڑھنا

خدا جانے وہابیہ اس سے کیا مراد لیتے ہیں کہ اس کے تحت بیچارے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور بڑی فراخدلی کے ساتھ نمازی مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ جڑ دیا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان خدائی فوجداروں کے نزدیک جو مسلمان نماز میں ان کی سی حرکات نہیں کرتے یعنی نماز کی حالت میں ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے نہیں ہوتے، پہلوان کی طرح اکڑ کر سینہ اُبھار کر کہنیوں پر ہاتھ نہیں رکھتے چیخ چلا کر آمین نہیں کہتے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے اور رفع یدین نہیں کرتے ان مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگا کروں کا بخار نکالا گیا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ لوگ اہل اسلام کو کافر ٹھہرانے میں کس قدر بے باک ہیں ان کے فتوے کی رو سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر زمانہ حال تک مسلمانوں کی غالب اکثریت کافر قرار پاتی ہے مومنین، صالحین، علمائے کرام، اولیائے عظام مجتہدین مفسرین محدثین تبع تابعین اور آسمان ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان تک وہابیوں کے اس شیطانی فتویٰ کی زد میں آجاتے ہیں اور اگر آپ مزید غور فرمائیں تو آپ محسوس کر کے کانپ اٹھیں گے کہ ان کے فتوے کی زد (خاک بدہن وہابیہ) شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پڑتی ہے (نعوذ باللہ منہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم) اس لئے کہ اہلسنت و جماعت حنفی مسلمان جس طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں اس کا سلسلہ علماء و صلحاء، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، تبع تابعین اور تابعین کے ذریعے صحابہ کرام علیہم الرضوان تک پہنچتا ہے اور صحابہ کرام نے براہ راست رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا ہاں یہ صحیح ہے کہ اختلاف روایات کے تحت بعض علماء و مجتہدین، رفع یدین کرنے آمین بالجہر کہنے اور فاتحہ خلف الامام کے بھی قائل ہیں مگر غیر مقلدین وہابیہ کی طرح یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو مسلمان رفع یدین نہ کرے، آمین بالجہر نہ کہے اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ کافر ہے اور جمہور علمائے امت اور مجتہدین جو رفع یدین، آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کو ہرگز کافر قرار نہیں دیتے دراصل یہ اختلاف فقہی، اجتہادی اور فروعی حیثیت رکھتا ہے اور حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلمانان اہلسنّت اپنے اپنے امام مجتہد کی اتباع میں نماز پڑھتے اور فروعی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد اور تعصب یا دشمنی نہیں رکھتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ نہایت خلوص و محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور برادرانہ مل جل کر تمام امور بجالاتے ہیں مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ شرذمہ قلیلہ وہابیہ اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی میں اپنے مختصر سے گروہ وہابیہ کے سوا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا اور خانہ ساز آئین وہابیہ کی رو سے بات بات پر کفر و شرک کے فتوے داغنے سے باز نہیں رہتا۔ (نعوذ باللہ من شرور الوہابیہ)

## مذہبی نماز پڑھنا

جہالت کی انتہا ہے کہ وہابیہ نے مذہبی نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے یہ امران کے خبثِ باطن کا آئینہ دار ہے اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مقلدین ائمہ اربعہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمانان اہلسنت و جماعت کافر ہیں کہ فقہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اب کوئی غیر مقلدین سے پوچھے تو سہی اگر مقلدین ائمہ اربعہ مذہبی نماز پڑھتے ہیں تو کیا تم لوگ لامذہب ہو؟ تمہارا کوئی مذہب نہیں۔ آیا تم لوگ غیر مذہبی نماز پڑھتے ہو اگر امام مجتہد کا مقلد ہونا ایک مذہب ہے تو غیر مقلد ہونا بھی ایک مذہب ہے اگر مقلدین بحیثیت مقلد ہونے کے اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھتے ہیں، تو تم بھی عدم تقلید میں دم بھرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید یں مذہب غیر مقلدیت

کے تحت مذہبی نماز پڑھتے ہو پس اگر مقلدین اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر ٹھہرتے ہیں تو بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اگر کوئی غیر مقلد ہمت کر کے یہ کہے کہ ہم کسی امام کے مقلد نہیں ہم حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یا تو وہ خود دھوکہ میں مبتلا ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں ایک ایک امر کی مختلف اور بظاہر متضاد روایات پائی جاتی ہیں تو عمل بالحدیث کا مدعی ایک امر کے متعلق مختلف یا متضاد روایات حدیث پر کیونکر عمل کرے گا ایک امر کے متعلق بیک وقت ایک ہی حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے نہ کہ سب حدیثوں پر پس جب مدعی عمل بالحدیث ایک حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس امر کے متعلق دوسری احادیث عمل سے رہ جائیں گی اور اس کا دعویٰ باطل ہو جائے گا کیونکہ دعوائے عمل بالحدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ مدعی کا عمل ہر حدیث پر ہو۔ مثلاً رفع یدین کے متعلق ایک روایت میں اثبات ہے:

**عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه وقبل أن یرکع واذا رفع من الرکوع ولا یرفعهما مابین المسجدتین**

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب رفع یدین حذو الخ)

’’حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین فرماتے اور سجدہ کے درمیان ہاتھوں کو نہ اٹھاتے‘‘۔

اور دوسری حدیث میں اس کی نفی ہے، امام نسائی نے روایت کیا:

**حدثنا سوید بن نصر ثنا عبداللّٰه بن المبارک عن سفیان الی آخر السند ولفظه فقام فرفع یدیه اوّل مرة ثم لم یعد قال**



**العلامة الهاشم التتوی فی کشف الرین عن مسئلة رفع الیدین ان اسناد النسائی علیٰ شرط الشیخین** (حاشیه مسلم ص١٦٨ ج١۔

سنن دار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب ذکر الکبیر، برقم:١٠٤١، ١/٢٩٤۔

سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب یرفع یدیه، برقم:٧٤٣، ١/٣٢٥)

’’حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کیلئے کھڑے ہوئے پس آپ نے پہلی بار تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز میں رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے یا کسی دوسرے موقع پر رفع یدین نہ فرمایا اور تیسری روایت میں امام بخاری میں مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اول سے اٹھتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے‘‘۔

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں:

**وصحّ ایضًا من حدیث ابی حمید الساعدی رواه ابو داؤد والترمذی باسانید صحیحه وقال ابوبکر بن المنذر وابوعلی الطبری من اصحابنا وبعض الحدیث یستحب ایضا فی السجود** (شرح صحیح مسلم ص١٦٨ ج١)

تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع یدین کے ثبوت میں ابوحمید الساعدی سے بھی صحیح حدیث مروی ہے اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہمارے اصحاب سے ابوبکر بن المنذر اور ابوعلی طبری اور بعض محدثین کا قول ہے کہ سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے۔

اور پھر اس کے برعکس دار قطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

**رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حین افتتح الصلوٰة رفع یدیه**

**حتیٰ حاذیٰ بھما اذنیه ثم لم یعد الیٰ شئی عن ذلک حتی فرغ من صلوته.** (سنن دار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب ذکر التکبیر، برقم:۱۱۱٦، ۱/ ۲۹۰)

’’انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جبکہ حضور نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کردیئے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے‘‘۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**انّ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان لایرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ثم لایعود شیء من ذلک** (فتح القدیر، ومرقاۃ شرح مشکوۃ)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شروع نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی وقت نہ اٹھاتے تھے‘‘۔

ناظرین غیر جانبداری کے ساتھ غور فرمائیں کہ بعض احادیث میں تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کا ذکر ہے اور بعض میں تشہد اوّل سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین مذکور ہے اور بعض میں دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کا بیان موجود ہے اور پھر بہت سی صحیح احادیث میں وارد ہے کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے تک کوئی رفع یدین نہ فرمایا تو اب بتایا جائے کہ جو شخص حدیث پر عمل کرنیکا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں حدیث کے مطابق نماز پڑھتا ہوں، وہ صرف ایک رفع یدین کے معاملہ میں ہی ان تمام مختلف احادیث پر کس طرح عمل کریگا، اس لئے کہ اگر اس نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جیسے کہ غیر مقلدین وہابیہ کا عمل ہے تو تشہد اول سے اٹھتے ہوئے رفع یدین والی حدیث پر اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی حدیث پر



عمل رہ جاتا ہے اور پھر اگر وہ اور تشہد اول سے اٹھتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرلے یعنی رفع یدین والی ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے تشہد اول سے اٹھتے وقت اور سجدوں کے درمیان ہر جگہ رفع یدین کرلے تو پھر اس صورت میں بھی ان ساری احادیث پر عمل کرنا رہ جاتا ہے جن میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے تکبیر تحریمہ سے نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ فرمایا۔ مختصر یہ کہ رفع یدین کرتا ہے تو نفی کی حدیثوں کا مخالف بنتا ہے اور اگر نہیں کرتا تو اثبات والی روایات حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔

نیز اگر رفع یدین کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث کا تارک اور مخالف بنتا ہے اور اگر کانوں تک ہاتھ اٹھائے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث ترک ہوجاتی ہے، رفع یدین کے بعد قرأت خلف الامام کے مسئلہ کو لیجئے تو یہاں بھی یہی صورت موجود ہے کہ امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے ثبوت میں وہ روایات بھی آپ کو ملتی ہیں جن پر غیر مقلدین ناز کرتے اور عمل کرتے ہیں اور ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے بچنے کے لئے یہ لوگ طرح طرح کے حیلے اور بہانے تراشتے نظر آتے ہیں۔ الغرض مدعیانِ عمل بالحدیث اس مسئلہ میں بھی ساری حدیثوں پر عمل کرکے اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

**عن عبادة بن الصامت یبلغ به النبی ﷺ لاصلوٰة لمن لم یقراء بفاتحة الکتاب** (صحیح مسلم ص٥٤، ج١، برقم: ١٩٤)

’’جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی‘‘۔

**عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من صلیٰ صلوٰة ثم لم یقراء فیها بامّ القرآن فهی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی هریرة انّا نکون وَرَاءَ الامام فقال اقراء بها فی نفسک الحدیث** (مسلم ص١٦٩ ج١)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نا تمام ہے، تین مرتبہ فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی تو ان سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو اس صورت میں ہم سورۃ فاتحہ کیونکر پڑھیں تو حضرت ابوہریرۃ نے فرمایا سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لو''۔

نیز اس کے برعکس ایسی روایات بھی بکثرت موجود ہیں جن سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

**واخرج البیھقی عن ابی ھریرۃ مرفوعاً کل صلوٰۃ لایقرأ فیھا بامّ القرآن فھی خداج الّا صلوٰۃ خلف الإمام.** (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، برقم:٦، بلفظ آخر)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو نا تمام ہے مگر امام کے پیچھے نہیں''۔

**وعن ابن عباس مرفوعاً کل صلوٰۃ لایقراء فیھا بفاتحۃ الکتاب فلاصلوٰۃ الاوّراء الإمام** (سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب تعیین القرأۃ، برقم:٢٣٦٦، ٢/٩٨)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی، مگر امام کے پیچھے۔

اب اگر مدعیٔ عمل بالحدیث امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو ان حدیثوں کا تارک اور مخالف ٹھہرتا ہے جن میں ممانعت ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو یہ ظاہر ان حدیثوں کے خلاف



ہوتا ہے جن میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تاکید ہے۔

**مسئلہ:** آمین کے متعلق بھی مختلف روایات ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اقرء ولا الضالین قال آمین ورفع بھا صوتہ.** (اخرج العینی فی البنایۃ، باب التیامن بعد الفاتحۃ، ص٢٤٨، مطبوعۃ: کوئٹۃ)

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین اور اپنی آواز کو اونچا فرماتے''

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین قال آمین حتیٰ یسمعھا اھل الصف الاوّل فیرتج بھا المسجد.** (البنایۃ شرح الھدایۃ، باب التیامن بعد الفاتحۃ، ص٢٤٩، مطبوعۃ کوئٹۃ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** پڑھتے تو فرماتے آمین حتیٰ کہ پہلی صف والے سن لیتے پس آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی''۔

ابوداؤد و ترمذی، ابن شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

**قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قراء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین وخفض بہ صوتہٗ.** (جامع ترمذی، ج١ ص٥٨، مطبوعۃ: قدیمی کتب خانہ، کراتشی)

''فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** پڑھتے سنا۔ پس آپ نے فرمایا آمین اور اپنی

آواز پست (آہستہ) رکھی“۔

امام احمد، ابو داؤد وطیالسی، ابو یعلی موصلی، طبرانی، دار قطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حاکم نے فرمایا اس کی سند نہایت صحیح ہے۔

**عن وائل بن حجر انّہٗ صلیٰ مع النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فلمّا بلغ غیر المغضوب علیھم و الضالین قال آمین واخفی بھا صوتہٗ.**

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہنچے تو فرمایا آمین اور اپنی آواز آہستہ رکھی“۔

عینی شرح ہدایہ نے حضرت ابو معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی:

**عن عمر بن الخطاب قال یخفی الإمام اربعاً التعوّذ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم آمین وربنا لک الحمد.** (البنایۃ فی شرح الھدایۃ، باب الجھر و الإخفاء فی التسمیۃ، ص١٢٦)

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام چار چیزوں کو آہستہ کہے، اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد“۔

اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق بھی مختلف روایات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

## نمازِ چاشت

**عن عائشۃ انھا قالت ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یصلّیَ سبحۃ الضحیٰ قط وانی لاُسبّحھا وان کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لَیَدَعَ العَمَل وھو یحب ان**



**یعمل بہ خشیۃً ان یعمل بہ الناس فیفرض علیھم.**

”حضور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی بھی نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور اس کے باوجود میں نمازِ چاشت پڑھتی ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسندیدہ اعمال کو اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار نہ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار نہ دیدیا جائے۔

اس کے متصل یہ روایت بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی منقول ہے کہ حضرت یزید یعنی الرِشک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ:

**انّھا سألت عائشۃ کم کان یصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم صلوٰۃ الضحیٰ قالت اربع رکعات ویزید ماشاء**

(صحیح مسلم، باب استحباب صلاۃ الضحی، برقم:٧١٩، ١/٢٦١)

”انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ فرمایا چار رکعت اور جس قدر چاہتے اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے“۔

پہلی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور دوسری میں خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار رکعت نمازِ چاشت پڑھتے تھے اور چاہتے تو زیادہ بھی پڑھتے اور دیکھئے:

**عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال ما اخبرنی احد انّہٗ رأ النبی**

**صلی اللہ علیه وسلم یصلی الضحیٰ الا اُمّ هانی فانها حَدَّثَت ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل بیتها یوم فتح مکة فصلّیٰ ثمنان رکعات۔ الحدیث** (صحیح مسلم، باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ، برقم:۳۳٦، ۱/ ۲٦۱)

''حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور نے خبر نہیں دی کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نمازِ چاشت پڑھتے دیکھا ہے حضرت اُمّ ہانی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ تشریف لائے اور نمازِ چاشت کی آٹھ رکعت پڑھیں''۔

اس حدیث میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے اور پھر ملاحظہ ہو:

**عن ابی هریرة قال اوصانی خلیلی بثلاث بصیام ثلاثة ایام من کل شهر و رکعتی الضحیٰ وان اوتر قبل ان ارقد**

(صحیح مسلم، باب استحباب الضحیٰ، برقم:۷۲۱، ۱/ ۲٦۲)

''مجھے میرے خلیل (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ایک یہ کہ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کروں، دوم یہ کہ نمازِ چاشت دو رکعت پڑھا کروں، سوم یہ کہ سونے سے پہلے نمازِ وتر پڑھ لیا کرو''۔

اس حدیث میں دو رکعت نمازِ چاشت کا حکم ہے۔

اور اب آپ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں۔

**عن انس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انّهٗ نهٰی ان یشرب الرجل قائما قال قتادة فقلنا فالاکل فقال ذاک اَشَرُّ او اخبث** (صحیح مسلم، باب فی الشرب قائماً، برقم:۲۰۲٤، ۱/ ۸۰٤)



''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پئے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ہم نے آپ سے کھڑے ہو کر کچھ کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ بُرا ہے یا یہ فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ خبیث کام ہے''۔

اور دوسری روایت میں ہے:

**عن ابی سعید الحذری انّ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم زجر عن الشرب قائماً** (صحیح مسلم، باب فی الشرب قائماً، برقم:۲۰۲٤، ۱/ ۸۰٤)

''حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی کے ساتھ ڈانٹ کر روکا ہے''۔

اور اس کے برعکس بخاری شریف میں ہے:

**(اَنَّ عَلِیّاً) شرب قائماً فقال رأیتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فَعَلَ کما رأیتمونی فعلتُ۔** (صحیح البخاری، باب الشرب قائماً، ج۲ ص۸٤۰، مطبوعة: قدیمی کتب خانه کراتشی)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا جس طرح تم نے مجھ کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے''

اب کوئی غیر مقلد یا ان کا کوئی حامی بتائے کہ مندرجہ بالا احادیث پر کوئی شخص کیونکر عمل کرسکتا ہے؟ اگر کوئی بلند آواز سے آمین کہے تو آہستہ آواز سے آمین کہنے والی احادیث کے خلاف عمل ہوتا ہے اور آہستہ کہے تو بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث کی مخالفت

ہوتی ہے۔

نماز چاشت کے متعلق احادیث میں بظاہر اس قدر تضاد واقع ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار رکعت پڑھنا بعض سے آٹھ رکعت پڑھنا ثابت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ثبوت ملتا ہے اور ان سب کے برعکس پہلی روایت میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے نمازِ چاشت پڑھتے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اب کوئی مائی کالعل نمازِ چاشت کی حدیثوں پر اس طرح عمل کر کے دکھائے کہ کوئی حدیث عمل سے رہ نہ جائے نیز مندرجہ بالا آخری روایات میں کھڑا ہو کر پینے ممانعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے تو کھڑے ہو کر پیا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عملاً ثابت ہے پس بادی النظر میں اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پیتا ہے تو ممانعت کی حدیث کے خلاف اور اگر کھڑا ہو کر نہیں پیتا تو کھڑا ہو کر پینے والی حدیث کا مخالف ٹھہرتا ہے۔

پھر قصہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کے دیگر امور اور نماز کے علاوہ شریعت کے دیگر بہت سے امور میں بھی اسی طرح مختلف احادیث ہیں جن کے پیش نظر عمل بالحدیث کا مدعی ہر قدم پر بعض احادیث کا تارک و مخالف رہتا ہے اور اس طرح اس کا دعوائے عمل بالحدیث سراسر لغو اور باطل ٹھہرتا ہے۔

اگر کوئی وہابی ہمت کر کے مقابلہ پر آئے تو فقیر صحاح ستہ و دیگر معتبر کتب احادیث سے ایسی بہت سی روایات حدیث پیش کرنے کو تیار ہے جن پر مدعیان عمل بالحدیث سرے سے عامل ہی نہیں ہیں۔ نیز بہت سی ایسی روایاتِ حدیث جن پر ان شتر بے مہار وہابیہ کا ایمان ہی نہیں ہے یہ خوارج الاصل ان صحیح احادیث کے خلاف عقیدہ و عمل رکھتے ہیں۔

بہر حال اس بحث کے نتیجے میں ثابت ہوا کہ عمل بالحدیث کا کوئی مدعی کسی صورت تمام احادیث پر عامل ہونے کا عملا ثبوت پیش نہیں کر سکتا، خواہ کچھ بھی کر لے اگر اس کا عمل بعض احادیث کے موافق ہوگا تو بعض احادیث کا تارک یا مخالف ضرور رہے گا الغرض مدعی عمل



بالحدیث ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس مشکل سے بچانے کے لئے رحمۃ اللعالمین سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**علیکم بِسُنَّتِیْ وسُنَّۃِ الخلفاء الرَّاشدین الحدیث** (مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام، برقم:١٦٥، ١/٥٣۔ سنن ابی داؤد، برقم:٤٦٠٧، ٥/١٣۔ سنن الترمذی، برقم:٢٦٥٦، ٥/٤٣۔ سنن ابن ماجۃ، برقم:٤٢، ١/١٥)

''تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے''۔

خیال رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علیکم بحدیثی نہ فرمایا کہ تم پر میری حدیث پر عمل کرنا فرض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ احادیث پر عمل ناممکن ہے۔ علیکم بسنتی فرما کرامت کی مشکل حل فرمادی کہ میرے طریقہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کی پیروی اختیار کرو، لیکن مصیبت یہ ہے کہ سفہاء الاحلام وہابی عمل بالحدیث اور عمل بالسنۃ کے فرق کو نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ فرمان نبوی علیکم بسنتی کے تارک ہو کر عمل بالحدیث کے زعم میں گرفتار ہو گئے اور اس کی پاداش میں صراط مستقیم سے بھٹک کر سوادِ اعظم سے کٹ گئے اور بمصداق من شذ شذ فی النار جھنم کے مستحق بن چکے ہیں، پھر اس کے باوجود جس طرح ایک دیوانہ خود کو فرزانہ اور ساری دنیا کو دیوانہ سمجھتا ہے۔ ہو بہو اسی طرح یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہونے کے باوجود خود کو راہ پر اور تمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

بحمدہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقلدین ائمہ اربعہ اہلسنت و جماعت اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد علیکم بسنتی وسنۃ الخلفا راشدین پر عامل اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں کہ ائمہ مجتہدین علیہم الرضوان نے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے عمل و ارشادات کی روشنی میں خدا داد تفقہ فی الدین کی بدولت فہم و فراست کے ساتھ منشاء خدا اور رسولِ خدا کے مطابق مسائل

شریعت متعین ومرتب فرما کر سنتِ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت مرحومہ کے لئے واضح فرمادیا، مفسرین، محدثین، شارحین حدیث بلند پایہ علمائے حق اور اولیاء اللہ نے ائمہ مجتہدین کی تحقیق وتفقہ پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کی تقلید کو اختیار کیا اور ان کی اتباع میں تمام مسلمان ائمہ اربعہ کے مقلدین گئے اور اس طرح تقلید ائمہ مجتہدین پر اجماع امّت قائم ہوگیا۔

چنانچہ سلف صالحین کی طرح آج بھی ساری دنیا میں جمہور علمائے حق اور مسلمان تقلید پر عمل پیرا ہیں لیکن تعجب کا مقام ہے کہ اقل قلیل غیر مقلد وہابی جو مفسرین کی تفاسیر اور محدثین کی مرتب کردہ کتب حدیث وشارحین حدیث کی عبارتوں کو کماحقہ سمجھنا تو درکنار صحیح طور سے پڑھ لینے کی قابلیت بھی نہیں رکھتے، بڑی بے باکی کے ساتھ ائمہ مجتہدین پر زبان طعن دراز کرتے اور ان کی شانِ رفیع میں دریدہ دہنی کی جسارت کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ مقلدین ائمہ اربعہ، مفسرین، محدثین، علمائے کرام، اولیاء عظام اور تمام مسلمانانِ امت کو مشرک اور خلاف سنت، رسمی، رواجی اور مذہبی نماز پڑھنے والے کہہ کر کافر قرار دینے سے نہیں شرماتے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ تعلیمات قرآن وحدیث سے بے بہرہ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ:

اِتَّبِعُوْا السَّوادَ الْاَعْظَم فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام، برقم: ١٧٤، ١/١٥٥)

"سوادِ اعظم وامت کی بڑی جماعت کی اتباع کرو، بلاشبہ جو سوادِ اعظم سے علیحدہ ہوا اسے علیحدہ کرکے جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔

مگر کس قدر دریدہ دلیر ہیں، یہ مدعیانِ عمل بالحدیث، اشترانِ بے مہار وہابی کی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ سوادِ اعظم سے علیحدہ ہوگئے خود سوادِ اعظم ہی کو مشرک وکافر قرار دے رہے ہیں۔ فیاللعجب!

ع بے حیا باش وہر چہ خواہی کن



## کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو ہر صورت زبردستی مشرک وکافر ٹھہرانے کی خاطر وہابی کس قدر بے چین وبے قرار ہیں؟ یہ ان کے اس بیہودہ فتوے سے ظاہر ہے۔ دیکھئے تو سہی کہ کس طرح بیچارے ناکردہ گناہ سنی مسلمانوں پر بے بنیاد تہمت تراش کر انہیں کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ وہابیہ کا یہ شاہکار کارنامہ اِن کی سفاہت وشقاوت اور ان کے خارجی الاصل ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھتا ہر مسلمان جانتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی جانب منہ کرکے نماز پڑھنا فرض ہے۔ نیز یہ کہ کعبۃ اللہ کی طرف منہ نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائی فوجداروں نے صلوٰۃ غوثیہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے معلوم نہیں کہ یہ کوڑھ مغز وہابی صلوٰۃ غوثیہ کی اصطلاح سے بے خبری وجہالت کے باعث مغالطہ کا شکار ہیں یا خبث باطن کی وجہ سے صلوٰۃ غوثیہ کے اصطلاحی نام پر عوام کو غلط تاثر دے کر شوق تکفیر پورا کرنا چاہتے ہیں۔

بہر حال فقیر اظہار حقیقت کے لئے صلوٰۃ غوثیہ کی کیفیت اور ترکیب لکھ کر اس بات کا فیصلہ منصف مزاج قارئین پر چھوڑتا ہے کہ وہابی صاحبان فتوائے کفر صادر کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک نابینا صحابی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

اَنْ يَّعافِيَنِي فقال اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قال فادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوضَّاءَ لَيَسْتَحْسِنِ الوضوء ويدعوا بِهٰذَا الدّعاءِ اَللّٰهُمَّ انّي اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى

رَبّی لیقضی لی فی حاجاتی هٰذهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعهُ فِیَّ (مشکوۃ، باب جامع الدعاء، ۱/ ۴۶۴۔ جامع الترمذی، برقم:۳۵۷۴، ۴/ ۴۰۸۔ سنن ابن ماجة، برقم:۱۳۸۵، ۲/ ۱۷۲۔ ابن خزیمه، باب صلاة الترهیب والترهیب، ۱/ ۶۰۲۔ المسند، ۴/ ۱۳۸۔ المعجم الکبیر، برقم:۸۳۱۱، ۹/ ۳۰) ولفظ الطبرانی فقام وابصر

''یارسول اللہ میرے لئے اللہ سے دعافرمایئے کہ وہ مجھے بینائی عطا فرمائے ،آپ نے فرمایا اگرتو چاہےتو میں دعاکروں اوراگرتو چاہےتو (اپنی نابینائی پر )صبر کرکہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے،تواس نے عرض کی یارسول اللہ آپ دعافرمائیں پس آپ نے اسے حکم فرمایا بہت اچھی طرح وضو کر اور یہ دعامانگ ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے وسیلے سے، یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئےمتوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کےصدقے میں میری اس حاجت کوپورا فرمائے ۔یااللہ توان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔طبرانی کی روایت میں ہےوہ نابینا یہ دعامانگ کراٹھاتو اس کی آنکھیں روشن ہوچکی تھیں''۔

محدّث طبرانی معجم کبیر میں سیدعثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کوحضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی ۔مگرحضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی تجویز پوچھی، حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایاتو وضوکر کے مسجد میں جااوردورکعت نماز پڑھ اور کہہ:

اللهم انی اسئلک واتوجّه الیک نبیّک محمّد نبی الرّحمة



یامحمّد انّی توجهت بک الیٰ ربّی لیقضی الی فی حاجتی هٰذهٖ اللّٰهم فشفّعهُ فی.

اوراپنی حاجت بیان کراس نے اسی طرح عمل کیااورحضرت امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دردولت پر حاضر ہوا۔دربان نے آگے بڑھکراستقبال کیااورتعظیم وتکریم کے ساتھ اندر لے گیا،امیرالمومنین عثمان نے اس کواپنے فرشِ خاص پر بٹھایااور پوچھاتمہاری حاجت کیا ہے؟اس نے حاجت عرض کی۔آپ نے حاجت روافرمائی،پھراس شخص نے یہ معاملہ حضرت عثمان بن حنیف سے بیان کیاانہوں نے کہا!رسول اللہ ﷺ نے ایک نابینا کو یہ دعاتعلیم فرمائی تھی تواس ارشادنبوی پرعمل کرتے ہوئے یہ دعامیں نے تم کوبتائی ورنہ میں نے تمہاری بابت کوئی سفارش نہیں کی ہے۔

احادیث سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجات کے لئے دورکعت نمازنفل اداکرنا مقبولانِ بارگاہ رب العزت کے وسیلے سے دعامانگنا اورمحبوبانِ الٰہی کو بصیغہ خطاب نداء کرکے ان سے توسّل کرنا سنت اورموجب فتح باب اجابت ہے (مسئلہ توسّل ونداء واستغاثہ اوراستمداد کی مکمل تحقیق نفیس فقیر کی تالیف تنویرالایمان میں دیکھئے)پس فرمانِ نبوی وسنت صحابہ کے مطابق نائب رسول الثقلین حضورغوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرّحمۃ نے قضائے حاجات کے لئے فرزندانِ توحید کوخطاب فرماتے ہوئے ارشادفرمایا:

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادیٰ باسمی فی شدّة فرجت عنه ومن توسل بی الی اللّٰه عزوجل فی حاجة قضیت له ومن صلیٰ رکعتین یقراء فی کل رکعته بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدیٰ عشرة مرة ثم یصلی علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ثم یخطو الیٰ جهة العراق احدیٰ عشرة خطوة یذکر فیها اسمی

**ویذکر حاجۃ فانھا تقضیٰ باذن اللّٰہ** (نزھۃ الخاطر، ص٦٧۔ زبدۃ الآثار، ص١٠٢۔ بھجۃ الآثار، ص١٩٧)

"جو تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف رفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو"۔

اکابر اولیاء کرام وعلمائے عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین علی ابن جریر لخمی شطنوفی وامام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی وعلامہ علی قاری محدث مکی ومولانا ابوالمعالی محمد مسلمی وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر، ونزہتہ الخاطر، وتحفہ قادریہ، وزبدۃ الآثار وغیرہ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل روایت فرماتے ہیں اور چونکہ اس طرح نماز قضائے حاجت کی ترکیب حضور غوث اعظم نے بتائی ہے اس لئے عرفِ عام میں اس کا نام صلوٰۃ غوثیہ مشہور ومصروف ہے یہ محض وہابیہ کا خبث باطن ہی ہے کہ اس عرفی نام کی آڑ لے کر خواہ مخواہ الزام تراشی و بہتان طرازی کرتے اور فرزندانِ توحید پر شرک وکفر کے فتوے لگا کر دنیا وآخرت میں اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھفوات الوہبیہ۔

## قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنا

اس سے بھی وہابیہ کا تعصب اور ان کی شقاوت ظاہر ہے، یہ نادان لوگ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اور انبیاء علیہم السلام واولیاء وشہداء علیہم الرحمۃ اور مسلمانوں سے انتہائی بغض وکینہ رکھنے کے سبب اس قسم کے خبیث فتاویٰ صادر



کرتے ہیں، فقیر ان کے اس بہتان وافتراء کی تردید اور صحیح صورتِ حال واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے، ناظرین غیر جانبداری کے ساتھ غور کریں اور وہابیہ کی دیانت وشرافت کی داد دیں۔

واضح رہے کہ شرعی لحاظ سے سجدہ دو قسم کا ہے (۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تحیت یا سجدہ تعظیمی، سجدہ عبادت لغیر اللہ یقیناً اجماعاً شرک مہین وکفر مبین ہے، اس کا مرتکب مشرک وکافر ہے بغیر توبہ کئے اسلام لائے مر گیا تو بحکم اللہ عزوجل۔

**ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ الآیۃ.** (النساء:٤٨)

قطعاً مغفور اور مُخلد فی النار ہے۔

سجدہ تحیت (سجدہ تعظیمی) لغیر اللہ شریعت محمدیہ یقیناً اجماعاً حرام وگناہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر ہے، تاہم اس کا مرتکب کافر نہیں بلکہ مرتکب حرام اور بڑا گنہگار ہے، بغیر توبہ کئے مر گیا تو بحکم اللہ عزوجل ویغفر مادون ذٰلک لمن یشآء۔ اس کی بخشش کی امید ہے یعنی حتماً نامغفور ومخلد فی النار نہیں۔

## سجدہ تعظیمی لغیر اللہ کے شرک وکفر نہ ہونے کے دلائل

**قال اللّٰہ عزوجل وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ** (البقرہ:٣٤)

"جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے"۔

**وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا** (یوسف:١٠٠)

"یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدہ میں گرے"۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف کا سجدہ

کرنا مذکور ہے، اگر وہابیہ خبیثہ کے خبیث فتویٰ کی رُو سے سجدہ لغیر اللہ مطلقاً شرک وکفر ہے تو غور فرمایئے کہ شرک وکفر فرشتوں پر حضرت یعقوب علیہ السلام، برادرانِ یوسف، حضرت یوسف علیہ اور خود اللہ تعالیٰ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ لغیر اللہ کا حکم فرمایا۔ ملائکہ نے غیر اللہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یوسف علیہ السلام اس پر راضی ہوئے۔ پس اگر وہابی مولوی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ذرا ہمت کر کے حضرت یعقوب برادرانِ یوسف پر فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی شرک وکفر کا فتویٰ لگا کر شائع کریں۔

نیز بتائیں کہ آیا قرآن مجید میں بھی شرک وکفر بھرا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اپنی نالائقی، سفاہت وجہالت اور شقاوت پر ماتم کریں اور اپنی خیر منائیں۔

یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک ٹھہرانے کا حکم فرمائے اگر چہ پھر اسے کبھی منسوخ بھی فرمائے یعنی شرک ہر زمان اور ہر حال میں شرک ہی ہے اور کسی طرح کے لئے جائز نہیں ہوسکتا یہ بھی محال ہے کہ ملائکہ وانبیاء علیہم السلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے پس یہ وہابیہ کی گمراہی کا ہی کرشمہ ہے کہ وہ سجدہ تعظیمی کو شرک وکفر قرار دیکر ملائکہ وانبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کو بھی مشرک وکافر ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وہابیہ پر اتمام حجت اور ایضاح حق کے لئے قرآن مجید کے بعد فقیر ابوالحسان قادری ایسی چند احادیث درج کرتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ سجدہ تحیت (تعظیمی) لغیر اللہ شرک وکفر نہیں بلکہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

**اھل بیت من الانصار لھم جمل سینون علیه وانه استصعب علیھم فذکر القصة الیٰ قولهٖ فلما نظر الجمل الیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خرَّ ساجداً بین یدیه فقال لهٗ اصحابه**



**یارسول ھٰذہٖ بھیمة لاتعقل تسجدلک ونحن نعقل فنحن احق ان تسجد لک قال لایصلح ...... ان یسجد لیس ولوصلح ان یسجد بشر لبشر لامرت المرائة ان یسجد لزوجھا من عظیم حقهٖ علیھا ھو عند النسائی مختصر** (دلائل النبوۃ لأبی نعیم، الفصل الثامن عشر،۲/۲۸۷۔ مجمع الزوائد، باب فی معجزات، برقم:۱٤۱۵۳، ۸/۳۹۹۔ المسند، برقم:۱۲٦۱٤، ۳/۱۵۸) (امام منذری علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ ہیں)

یعنی انصار میں ایک گھر کا آب کشی کا اُونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا، کھیتی اور کھجور پیاسی ہوتیں، انہوں نے بارگاہِ رسالت میں اونٹ کی شکایت کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا چلو۔ باغ میں تشریف فرما ہوئے۔ اُونٹ باؤلے کتے کی طرح ہوگیا ہے، مبادا حملہ کردے۔ فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ اونٹ حضور کو دیکھ کر آپ کی طرف چلا اور قریب آکر حضور کیلئے سجدے میں گرا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دیدیا۔ وہ بکری کی طرح ہوگیا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ بے عقل چوپایہ ہو کر آپ کو سجدہ کرتا ہے۔ ہم تو ذی عقل ہیں۔ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا، آدمی کو لائق نہیں کہ کسی آدمی کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، بیوی پر خاوند کا عظیم حق ہونے کی وجہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

**دخل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حائطاً لانصارٍ ومعهٗ ابوبکر**

**وعمر فی رجال من الانصار وفی الحائط غَنَم فسجدن لهٗ فقال ابوبکر یارسول الله کنا نحن احق بالسجود لک من ھٰذه الغنم قال انه لاینبغی فی امتی ان یسجد احداً لاحدٍ ولوکان ینبغی ان یسجد احد الاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔** (دلائل النبوۃ لأبي نعیم، برقم:۲۷۶، ۲/۲۲۶، باب الثامن عشر بالفاظ المختلفة)

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمرِ فاروق اور کچھ انصار علیہم الرضوان ہمرکاب تھے، باغ میں بکریاں تھیں، انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا، ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہم حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا، بیشک میری امت میں نہیں چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور اگر ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدہ کا حکم فرماتا"۔

حضرت ملا علی قاری محدّث علیہ الرحمۃ نے شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت یعلیٰ بن مرّہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

**النبی ﷺ یوماً فجاء یرغو حتی سجد لهٗ فقال مسلمون نحن احق ان نسجد للنبی ﷺ فقال لو کنت آمراً احدًا ان یسجد لغیر الله تعالیٰ لامرتُ المرأة ان تسجد لزوجها۔**

(مسند احمد، حاکم، جامع کبیر، طبرانی، بیہقی، ابونعیم دلائل النبوۃ اور امام بغوی شرح السنته میں روایت فرماتے ہیں) (دلائل النبوۃ لأبي نعیم، برقم:۲۸۴، ۲/۲۲۸، باب الثامن عشر)



"ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تھے کہ ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آ کر سجدہ کیا مسلمانوں نے کہا۔ ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدہ کا حکم فرماتا تو عورت کو فرماتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ پھر آپ نے فرمایا، جانتے ہو؟ یہ اونٹ کیا کہتا ہے! یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انہوں نے میرا چارا کم کردیا اور کام زیادہ کردیا، اب کہ ان کے ہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے مالکوں کو فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے انہوں نے عرض کی۔ یارسول واللہ یہ سچ کہتا ہے فرمایا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو، انہوں نے فرمایا چھوڑ دیا"۔

تفسیر مدارک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

**لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا لله تعالیٰ.**

"مخلوق کے لئے سزاوار نہیں ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کریں"۔

جی تو چاہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی کم از کم چالیس احادیث ہدیہ ناظرین کروں مگر طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اب غور کا مقام ہے کہ جانوروں کو سجدہ کرتے دیکھ کر آسمانِ ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سجدہ کرنا چاہا، تو یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ ان نفوسِ قدسیہ نے حضور

ﷺ کے لئے سجدہ عبادت کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست تعلیم وفیض پانے والے صحابہ کرام توحید وشرک کی حقیقت ان سفہاء الاحلام وہابیہ سے یقیناً زیادہ صحیح طور پر سمجھتے تھے تو کسی صحابی سے عبادت نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور ہے؟ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر اللہ کی درخواست کر کے کافر ہو گئے، تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں، توبہ کرو۔ دوبارہ اسلام لاؤ۔ پھر عورتیں رضامند ہوں تو ان سے تجدید نکاح کرو، اس لئے کہ کوئی مسلمان سجدہ عبادت جائز جان کر مسلمان نہیں رہتا، کفر حقیقی کی خواہش کا اظہار بھی کفر ہے تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام نے سجدہ تعظیمی ہی کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہ دیکر اس کی حرمت واضح فرمادی۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت شرک وکفر اور شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی حرام اور گناہ اکبر الکبائر ہے، سجدہ تعظیمی اللہ کے سوا خواہ کسی کے لئے بھی کیا جائے، کوئی بھی کرے حرام ہے، اس پر حکم شرک وکفر لگانا وہابیہ کی ستم ظریفی ہے کہ مرتکب حرام کافر نہیں ہوتا۔

## غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

اس سے وہابیہ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت وجماعت جو حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ اور دیگر اولیاء اللہ یا اپنے عزیز واقارب وعام فوت شدہ مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کے لئے جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرتے یا طعام پکا کر خیرات کرتے ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس لئے مشرک وکافر ہیں۔

یہ بھی وہابیہ کا مسلمانوں پر بہتان عظیم ہے یہ لوگ حسب معمول اس بات کے عادی مجرم ہیں کہ مسلمانوں پر بے بنیاد الزامات تراش کر شرک وکفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کرتا، خواہ وہ سرکار بغداد کی



خدمتِ عالیہ میں ہدیہ ایصالِ ثواب کے لئے ختم گیارہویں شریف کا اہتمام کرے یا دیگر اولیاء، شہداء، اعزاواقرباء کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ ونیاز کا بندوبست کرے۔ مسلمان جب کوئی جانور ذبح کرتا ہے تو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اللہ ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے، کوئی مسلمان بسم غوث الاعظم یا بسم امام حسین یا بسم معین الدین چشتی وغیرہ کہہ کر یا کسی عزیز ورشتہ دار کا نام لے کر ہرگز ذبح نہیں کرتا، وہابیہ کو مسلمانوں پر الزام تراشی وبہتان طرازی کا بہانہ ہاتھ آیا ہے کہ جو مسلمان گیارہویں شریف یا دیگر اولیاء وشہداء کو ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں وہ روز مرّہ کے عام محاورہ کے تحت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بکرا گیارہویں کے لئے ہے، امام حسین کی نیاز کا ہے، فلاں ولی اللہ کے لئے ہے، یا فلاں کی فاتحہ کے لئے ہے، اور وہابیہ جھٹ پکار اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی یہ لوگ اللہ کے لئے تو کہتے نہیں غیر اللہ کے لئے کہہ کر مشرک بنتے ہیں، یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ ایصال ثواب، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کیا جاسکتا، بھلا اللہ تعالیٰ کو ثواب پہنچانے کی کیا تک ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے والا ہے۔

ایصالِ ثواب ہوتا ہی مخلوق کے لئے ہے، اس کے علاوہ ان کوڑھ مغزوں سے پوچھنا چاہئے کہ آیا تم لوگ اُمورِ روزمرہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہو؟ مثلاً جب کوئی وہابی اپنے بیٹے کے عقیقہ کے لئے بکرا لائے یا کسی مہمان کے لئے مرغ یا کوئی اور جانور ذبح کرے یا کسی دوست کے لئے طعام تیار کرے تو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ بکرا بیٹے کے لئے ہے یہ مرغ یا یہ جانور مہمان کے لئے ذبح کرتا ہوں۔ یہ کھانا فلاں دوست کے لئے تیار کررہا ہوں۔ تو بتایا جائے کہ یہ وہابی مشرک وکافر ٹھہرتے ہیں یا نہیں؟

نیز ان سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ قصاب جو روزانہ بکرے، مینڈھے، گائے اور بیل وغیرہ جانور ذبح کرتے ہیں اور تم یہ گوشت لے کر پکاتے کھاتے ہو تو بتاؤ کہ حلال کھاتے ہو یا حرام؟ کہ قصاب اللہ کے لئے نہیں بلکہ گوشت بیچنے کیلئے ذبح کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ دراصل یہ روزمرہ کے محاورات ہیں، نجدی وہابی اپنی کج فہمی یا ضد

وتعصب کی بنا پر ان محاورات کی آڑ میں خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں اور چونکہ تعلیمات قرآن وحدیث سے بے بہرہ ہیں اس لئے آیہ مبارکہ **وما اھل بہ لغیر اللہ** کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں، حسب فرمانِ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا:

**یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم الحدیث** (بخاری)

''یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، یعنی حروفِ قرآن اُن کی زبانوں تک نہیں اتریں گے۔ قرآن مجید کا کچھ بھی اثر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا''۔

آیہ مبارکہ **وما اھل بہ لغیر اللہ** کا مطلب یہ ہے کہ جس ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ۔اللہ اکبر کے بجائے غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے، جیسے کہ مشرکین عرب جانور ذبح کرتے وقت بسم اللات یا بسم العزیٰ وغیرہ کہتے تھے۔ پس اگر ذبح کرنے سے پہلے یا بعد عرفاً یوں کہے کہ یہ بکرا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے، یا گیارہویں شریف کیلئے، یا فلاں ولی اللہ کے لئے، لڑکے کے عقیقہ کے لئے، لڑکی کی شادی کے لئے یا مہمان کے لئے ہے، لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے، تو قرآن وحدیث کی رُو سے نہ وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور نہ ذابح کا فر و مشرک ٹھہرے گا۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں فرمانِ نبوی **فلیذبح علیٰ اسم اللہ** کے تحت شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

**ھو بمعنی روایتہ فلیذبح باسم اللہ ای قائلاً باسم اللہ، ھذا ھو الصحیح فی معناہ** (شرح مسلم ص۱۵۳ ج۲)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس روایت کے معنی میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے بسم اللہ کہتے ہوئے ذبح کیا جائے اور یہی معنی صحیح ہے''

اور اگر وہابیہ کے من گھڑت معنی صحیح سمجھ لئے جائیں تو نعوذ باللہ، تمام مسلمان، علماء



اولیاء، مفسرین، محدثین، تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان تک مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں، حتیٰ کہ دخاک بدہن وہابیہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک نجدی وہابیہ کے مردود فتاویٰ کی زد پڑتی ہے۔

طوالت سے بچنے کی خاطر صرف چند احادیث پیشِ خدمت کرتا ہوں۔

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

**فانطلقتُ الیٰ الاعنز ایھا اَسمَنُ فاذ بحُھا لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم** (مسلم ص۱۸٤ ج۲، کتاب الأضحیة)

''حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پس میں بکریوں کے باڑے کی طرف گیا تاکہ میں ان میں سے کوئی موٹی تازی (فربہ) بکری منتخب کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں''۔

**عن جابر قال خرج رسول اللہ ﷺ وانا معہٗ فدخل علیٰ امرأۃ من الانصار فذبحت لہٗ شاۃ فاَکَلَ واَتَتۡہُ بقناعٍ من رطب فَاَکَلَ مِنۡہُ الحدیث** (ترمذی ص۱۲ ج۱، کتاب الأضحیة)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روانہ ہوئے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصار میں سے ایک خاتون کے ہاں تشریف فرما ہوئے، پس اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوشت کھایا اور اس خاتون نے بارگاہِ رسالت مآب میں تازہ پکی ہوئی کھجوروں کا طبق نذر کیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے کچھ کھجوریں بھی تناول فرمائیں''۔

**عن سعد بن عبادہ انہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فایّ**

**الصدقة افضل قال الماءُ فحفر بیراً وقال ھذہٖ لامّ سعْدٍ** (سنن أبی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، برقم: ١٦٨٠، ص٢٤٨۔ سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت، برقم:٣٦٥٣، ٦/٢٥٥۔ سنن ابن ماجة، کتاب الادب، باب فضل صدقة الماء، برقم:٣٦٨٤)

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سعد کی والدہ فوت ہوگئی ہے پس (ایصالِ ثواب کیلئے) صدقہ میں کونسی چیز افضل ہے؟'' حضور ﷺ نے فرمایا! پانی۔ پس حضرت سعد نے کنواں کھودا اور فرمایا یہ کنواں امّ سعد کے لئے ہے۔

**عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یضحی بکبشین وانا اضحیّ بکبشین.** (صحیح البخاری، کتاب الاضحی، باب ضحیة النبی ﷺ، ٢/٨٣٣)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قربانی میں) دو مینڈھے ذبح فرمایا کرتے تھے اور میں بھی (قربانی میں) دو مینڈھے ذبح کیا کرتا ہوں''۔

اس کی تشریح میں حاشیہ پر مرقوم ہے:

**قال بعض العلماء کان احدھما عن نفسه المعظمة عنداللہ تعالیٰ والآخر عن امته ممن لم یضح وینبغی للامة ان یذبحوا کبشین احدھما لنفسه والآخر لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم** (حاشیه صحیح بخاری ص٨٣٣ج ٢)

''بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک



مینڈھا اپنی طرف سے قربان کیا کرتے تھے اور دوسرا مینڈھا اپنے ان امتیوں کی طرف سے جو قربانی نہیں دے سکتے (یعنی امت کے ان غرباء کی طرف سے اور امت کو چاہئے کہ امتی ایک مینڈھا اپنے لئے ذبح کیا کریں اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے''۔

آسمانِ ہدایت کے ستارے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے موٹی تازی بکری کو ذبح کیا، خاتون صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں مذبوحہ بکریوں کا گوشت تناول فرمایا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھدوا دیا اور اس کا نام بیر امّ سعد رکھا۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں اور اس کنویں کا پانی صحابہ کرام علیہم الرضوان پیتے رہے، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، علماء اولیاء اور عام مسلمان اس کنویں کا پانی پیتے رہے۔ آج تک وہ کنواں موجود ہے اور خوش نصیب مسلمان اس کا مبارک پانی پی رہے ہیں۔ صحابہ اور صلحاء امت کا معمول ہے کہ قربانی کا ایک جانور اپنے لئے ذبح کرتے ہیں اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذبح کرتے ہیں تو کیا بقول وہابیہ یہ سب مشرک و کافر ہوئے؟ نعوذ باللہ من ھفوات الوہابیہ۔

ثابت ہوا کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لے کر یہ کہہ دینے سے کہ یہ چیز فلاں کے لئے ہے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور نہ شرک و کفر ہی عائد ہوتا ہے، ان احادیث سے واضح ہوا کہ وہابیہ کے ایسے تمام فتاویٰ مردود اور باطل ہیں، یہ خوارج الاصل، آیہ مبارکہ وما اھل بہ لغیر اللہ کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ تحریف قرآن کے مجرم ہیں۔

## وَمَا اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا صحیح مطلب

یہ ہے وہ جانور حرام ہے جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ حرام ہے اور نامِ

خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے، اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر اللہ کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیاء کے لئے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی، خزائن العرفان)

جس حلال جانور کو مسلمان یا اہلِ کتاب اللہ کے نام لے کر ذبح کرے وہ حلال ہے اور جس حلال جانور کو مشرک یا مرتد ذبح کرے وہ حرام ہے، مراد ہے اسی طرح اگر دیدہ دانستہ بوقتِ ذبح بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے، مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کہنے بجائے کسی نبی، رسول یا ولی کا نام لے کر ذبح کرے تو حرام ہے۔ خیال رہے کہ اس حلت وحرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کردیا تو مردار ہوگیا، اگر مشرک نے بت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کردیا تو حلال ہے اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے زندگی میں جانور بُت کے نام کا تھا مگر ذبح خدا کے نام پر ہوا حلال ہے اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا مگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ مردار۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

**اَی رَفَعَ الصَّوتُ لِغَیرِ اللّٰہِ بِہٖ کَقَولِھِم بِاسمِ اللَّاتِ وَالعُزّٰی عِندَ ذِبحِہٖ.** (تفسیر بیضاوی، سورۃ (۵) المائدۃ، الآیۃ:۲، ۱/۱۱۴)

"یعنی اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو جیسے کفار ذبح کے وقت کہتے تھے باسم اللات والعزیٰ"۔

تفسیر جلالین میں ہے:

**بانْ ذُبِحَ علیٰ اِسمِ غَیرِہٖ تعالیٰ** (تفسیر جلالین، سورۃ(۲) البقرۃ، الآیۃ:۲٤)

اس طرح کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے۔

تفسیر خازن میں ہے:



**ماذُکِرَ علیٰ ذبحہٖ غَیرُ اسم اللّٰہ وذٰلک انَّ العَرَبَ فی الجاھلیّۃ کانوا یذکرون اَسماءَ اَصنامِھِم عِندَ الذّبح فحرّم اللّٰہُ ذلک بھٰذِہِ الآیۃ وَ بِقَولِہٖ و لا تاکُلُوا مِمَّا لَم یُذکَر اسمُ اللّٰہِ علیہِ** (تفسیر خازن، سورۃ (۵) المائدۃ، آلایۃ:۲، ۲/۷)

"یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور یہ اس لئے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے پس خدا تعالیٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ سے حرام فرمایا۔

تفسیر کبیر میں ہے:

**وکانوا یقولون عند المذبح باسم اللات والعزی فحرّم اللّٰہ تعالیٰ ذٰلک.**

"اہلِ عرب ذبح کے وقت کہتے تھے بسم اللات والعزیٰ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمادیا"۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

**معناہ ماذبح بہ لاسم غیر اللّٰہ مثل لات و عزیٰ واسماء الانبیاء.**

"آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، جیسے کہ لات وعزیٰ اور انبیاء کے نام پر ذبح کیا جائے"۔

المختصر سلف صالحین کی تمام تفاسیر میں یہی معنی بیان کئے گئے ہیں اور انہی معنوں پر تمام مفسرین، محدثین اور علماء امت متفق ہیں۔

## تفسیرات احمدیہ

میں حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ جو علماء عرب وعجم کے استاد ہیں، حتیٰ کہ وہابی مولوی بھی ان کو مانتے ہیں فرماتے ہیں:

**ومن ھھنا عُلِمَ ان البقر والمنذورة للاولیاء کما ھو الرّسم فی زماننا حلالٌ طیّبٌ لانہٗ لم یُذْکَرِ اسْمُ غَیرِ اللّٰہِ علیھا وقت الذّبح وانْ کانوا یُنذِرونھا۔** (تفسیرات احمدیہ فی تفسیر ما اھل بہ لغیر اللہ، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ٤٤،٤٥)

"اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے یہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اگر چہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں"۔

قارئین! فقیر اگر محدثین وعلماء امت کے مزید ارشادات نقل کرنے بیٹھ جائے تو یہ رسالہ ضخیم کتاب بن جائے گی، مگر چونکہ مقصود صرف اظہار حق ہے اور منصف مزاج، غیر متعصب مسلمان کے لئے اسی قدر روکافی وشافی ہے لہٰذا تطویل سے بچنے کی خاطر اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

## چڑھاوے کھانا

اس سے وہابیہ کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کفار بتوں کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے نام کے چڑھاتے ہیں، اسی طرح مسلمان انبیاء واولیاء کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے مزارات پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، لہٰذا یہ مسلمان مشرک وکافر ہیں۔

وہابیہ کا یہ طرزِ فکر وعمل ہی اُن کے خارجی ہونے کی بین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم کو بتوں کا مقام دیتے اور مسلمانوں کو زمرہ کفار میں شمار کرتے ہیں۔

قارئین گذشتہ صفحات میں بخاری شریف کی وہ روایت پڑھ آئے ہیں جس میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اس لئے بدترین خلائق جانتے تھے کہ یہ



لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ پس نجدی وہابی بے بنیاد الزامات تراش کر آیات قرآن میں تحریف کرتے ہوئے مسلمانوں پر کفر وشرک کے فتوے لگا کر گویا اعلان کرتے ہیں کہ ہم خارجی ہیں پس ان کے بدترینِ خلائق ہونے میں میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں جانتا۔ مخلوق میں سے کسی کو اُلوہیت میں شریک نہیں مانتا اور کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت وتقرب کی نیت سے چڑھاوے نہیں چڑھاتا۔ بلکہ مسلمانانِ اہلسنت وجماعت خالصۃً لوجہ اللہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور اس کا ثواب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلِ بیت، اطہار شہداء کربلا علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم کی خدمت میں ہدیہ نذر کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ کے توسل سے اپنے وفات پا جانے والے اعزا واقارب اور تمام مسلمانانِ امت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

فرزندانِ توحید حل مشکلات وقضائے حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں یا فلاں ولی کے صدقے میں میری یہ مشکل حل فرمادے۔ میری فلاں حاجت پوری کردے تو میں تیرا شکر ادا کرتے ہوئے صدقہ خیرات کروں گا اور اس کا ثواب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نذر کروں گا، فلاں ولی اللہ کے مزار پر مقیم فقراء مساکین اور حاضرین کو کھانا کھلاؤں گا یا مٹھائی تقسیم کروں گا۔ اتنا روپیہ یا اتنا کپڑا تقسیم کروں گا، فاتحہ دلاؤں گا قرآن خوانی کراؤں گا۔

مسلمان، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ یارسول اللہ میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں، آپ بارگاہ الٰہی میں میری شفاعت فرمائیں، میری یہ مشکل حل فرمادیں۔ یا میری فلاں حاجت روائی فرمائیں۔ یا صاحب مزار ولی اللہ سے استدعا کی جاتی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے مقبول وبرگزیدہ بندے آپ اللہ تعالیٰ سے میری یہ

مشکل حل کرادیں یا میری فلاں حاجت روائی فرمادیں تو میں آپ کے حضور ایصال ثواب کیلئے یہ کار خیر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقرب بندوں کے وسیلہ سے حل مشکلات وقضائے حاجات کے لئے دعا مانگنا اور ایصال ثواب کے لئے صدقہ خیرات کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر زمانہ حال تک صلحائے امت اور تمام مسلمان اس پر متفق اور عامل ہیں۔

توسل استمداد اور مزاراتِ مقدسہ سے حصولِ فیض وبرکات کے موضوع پر فقیر کی تصنیف تنویر الایمان، حصہ اول دوم کا مطالعہ کریں کہ اس کتاب میں ان تمام امور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے سلف صالحین کے ارشادات وعمل سے ناقابلِ تردید دلائل پیش کئے گئے ہیں، نیز منکرین وہابیہ کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود وہابیہ کے پیشواؤں کے اقوال وافعال سے ثابت کیا گیا ہے کہ نجدی وہابی کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ان کا مذہب ایک ایسا گورکھ دھندا ہے جس کا کوئی نہ سر ہے اور نہ پیر۔ اس مختصر رسالہ میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے مسئلہ

## توسل ونذر ونیاز کے متعلق مختصراً چند دلائل

پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ٦ سورۃ المائدۃ ع ٦)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ''۔

تفسیر مدارک التنزیل، مصباح الظلام اور جذب القلوب مصنفہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ میں حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے تین روز بعد ایک اعرابی نے آپ کے روضہ



اقدس پر حاضر ہو کر خود کو روضہ اطہر پر گرادیا اور خاک میں لوٹنے لگا اور عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور مجملہ اس کے کہ آپ پر نازل ہوا (قرآن مجید) یہ آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (النساء: ٦٤)

''اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس سے آواز آئی قد غفر لک، بیشک تیری مغفرت کردی گئی''۔

استاد المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ، احوال قبر واصحاب قبور کے بیان میں فرماتے ہیں:

بعضی از خواص اولیاء را کہ آلہ جارحہ وتکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد واولیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نماید وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند۔ (تفسیر عزیزی، سورۃ الانشقاق، تحت آیت "و القمر اذا انتسق")

بعض وہ خواص اولیاء اللہ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں خود کو بنی نوع انسان کی تکمیل وارشاد کا آلہ جارحہ بنالیا ہوتا ہے وہ اس حالت (عالم برزخ) میں رہ کر بھی دنیاوی اُمور میں تصرف فرماتے ہیں اور احوال قبر میں ان کا استغراق ان کے کمال وسعت مدارک کے باعث اُمور دنیا میں تصرف کو مانع نہیں ہوتا اور اویسی حضرات ان سے کمالات

باطنی حاصل کرتے ہیں اور ارباب حاجات ومطالب ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور اپنا مطلب پا لیتے ہیں۔

شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

امام شافعی گفتہ است قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب است مر اجابت ودعا را وحجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استعداد کردہ شود بہ وے درحیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات ویکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف مے کنند در قبور خود مانند تصرفہائے ایشاں درحیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادر جیلانی ودو کس دیگر را از اولیا شمردہ ومقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ ویافتہ است گفتہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد اول، باب زیارت القبور، ص ۷۱۵)

امام مجتہد حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے، حضرت امام کاظم علیہ الرحمۃ کی قبر قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے جس سے اس کی دنیاوی زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہو اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور مشائخ عظام میں سے ایک عظیم شیخ نے فرمایا ہے کہ میں نے اولیاء اللہ میں سے چار اولیاء کو دیکھا ہے جو اپنی دنیاوی زندگی میں تصرفات کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اپنی قبروں میں تصرفات کرتے ہیں ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں اور دوسرے اولیاء کا نام لیا ہے جن کا انہوں نے نام نہیں بتایا اور ان چاروں اولیاء پر ہی حصر مقصود نہیں بلکہ جو کچھ اس نے دیکھا اور جس طرح اس نے پایا اس



کا بیان کر دیا ہے۔

وہابیہ کے معتمد علیہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت ایشاں درقصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما مے کنند ومیگویند چیزے خوردہ روید توقف گردند تا نکہ اثر مردم منقطع شد وملال بہ یاراں غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق رنج وشیرینی بر سر وگفت نذر کردہ بودم کہ آگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشیندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم، حضرت ایشاں شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب قصبہ ڈسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کے لئے گئے رات کا وقت تھا اس وقت آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ہماری فضیلت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ کھا کر جائیں، اسی انتظار میں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ لوگوں کا ہجوم ختم ہو گیا اور زیادہ دیر انتظار کرنے کی وجہ سے شاہ صاحب کے ساتھیوں پر ملال غالب ہوا اس وقت ایک عورت چاول اور شیرینی کا طبق سر پر اٹھائے آئی اور کہنے لگی میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا خاوند آ جائے تو میں اسی وقت یہ طعام تیار کر کے مخدوم اللہ دیا (علیہ الرحمۃ) کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی اس وقت میرا خاوند آ گیا تو میں نے اپنی نذر کو پورا کیا ہے۔

بہ نظر اختصار، قرآن مجید، حدیث شریف، مفسرین ومحدثین کے ارشادات ونیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (جن پر وہابیہ کو بڑا فخر وناز ہے) کے حوالے سے ناقابلِ تردید صرف پانچ دلائل پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ سینکڑوں ہزاروں دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں، تاہم انہی دلائل سے وہ تمام امور ثابت ہوئے جن پر وہابیہ شرک وکفر کے فتوے لگاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ قرآن وحدیث کے منکر اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے۔

# تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنا

ان امر کی بنا پر فرزندانِ توحید کو شرک و کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا بھی نجدیت وہابیت کا کرشمہ اور وہابیہ کے خارجی ہونے کی محکم دلیل ہے، ورنہ ان امور میں کفر و شرک کا شائبہ تک نہیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے اعزا و اقارب میں سے کسی کی وفات کے بعد تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن حسبِ توفیق کھانا تیار کر کے یا پھل (فروٹ) مٹھائی یا چنے، شربت، دودھ وغیر کھانے پینے کی اشیاء یا کپڑے یا نقد روپے پیسے خیرات کرتے، تلاوتِ قرآن مجید، درود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ان کا رہائے خیر کا ثواب مرحوم کو پہنچاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں معلوم نہیں وہابیوں کو اس میں شرک و کفر کی کونسی بات نظر آتی ہے؟ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے اموات کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرنا قطعی طور پر ثابت ہے اور بزرگانِ دین، علمائے کرام و اولیاء عظام اور امت کے تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہوجاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہوجاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچائے تو عذاب سے اس کو نجات ملے ہم لوگ جس قدر کھانے پینے کے محتاج ہیں اُس سے زیادہ مُردہ ہماری دعا کا محتاج رہتا ہے ہم لوگ جس طرح میت کے لئے ثواب پہنچائیں، نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنوا کر یا قرآن شریف پڑھ کر یا درود و استغفار پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ. (الحشر:۱۰)

''یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے بخش دے ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ



گذر گئے''۔(شرح الصدور)

دلائل ملاحظہ ہوں، فرمانِ الٰہی:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پارہ ٤، ع١٢، سورۃ النساء)

''پھر (ترکہ) بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین (اجنبی جن میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو) آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو (قبل تقسیم ترکہ اور یہ دینا مستحب ہے) اور ان سے اچھی بات کہو، اس میں عذر جمیل وعدہ حسنہ، اور دعائے خیر سب داخل ہیں''۔

اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطورِ صدقہ دینے اور قولِ معروف کہنے کا حکم دیا، زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا، محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکانا اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی، ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبد یہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کہا گیا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا، تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں و مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قولِ معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہوگیا ہے، جو بزرگوں کے اس عمل میں اس کا ماٰخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودیکہ اتنا صاف قرآنِ پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عملِ خیر کو روکنے پر مصر ہوگئے، اللہ ہدایت کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الآیة (سورۃ محمد ع٢)

''اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں

کے گناہوں کی معافی مانگو۔

یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع مقبول الشفاعۃ ہیں اس کے بعد مومنین سے عام خطاب ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو دعائے خیر کرو، اس لئے کہ جب تم کوئی دعا مانگتے ہو تو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں نیز فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ، ابوسلمہ کی وفات ہو گئی ہے، حضور نے فرمایا۔ پس کہہ (دعا مانگ)

**اَللّٰھُمَّ اغفرلی ولہٗ** (ترمذی ص۱۱۷ ج۱)

''یا اللہ مجھے اور مرحوم کو بخش دے''۔

**عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال اذا مات الانسان انقطع عملہٗ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ وعلم ینتفع بہٖ وولد صالح یدعوا لہٗ** (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان، ۱/ ۶۳۸۔ ترمذی ص۱۶۵ ج۱۔ سنن نسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقۃ عن المیت، برقم: ۳۶۵۰، ۲/ ۲۵۳۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الحکام، باب فی الوقف، برقم: ۱۳۷۶، ۲/ ۳۶۲۔ المسند، برقم: ۸۸٤٤، ۲/ ۳۷۲)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے ان تین اعمال کے صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت



کرتی رہے''۔

**عن عائشۃ انّ رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال یارسول اللّٰہ ان اُمی افتلتت رای ماتت بغتۃ نفسھا ولم توص واظنّھا لوتکلمت تصدّقت افلھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم** (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصول ثواب الصدقات، برقم: ١٠٠٤، ١/ ٦٣٨)

''حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ آیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ خیرات کردوں تو اسے ثواب پہنچے گا؟ حضور نے فرمایا: ہاں''۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

**وفی ھذا الحدیث جواز الصدقۃ عن المیت واستحبا بھا وان ثوابھا یصلہٗ ینفعہ وینفع المتصدّق ایضاً وھذا کلہ اجمع علیہ المسلمون** (شرح صحیح مسلم للنووی، باب وصول الصدقۃ، ٧/ ٧٩)

''اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے کے جائز اور مستحب ہونے کا ثبوت ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ صدقہ خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، میت کے لئے نافع ہے اور صدقہ خیرات کرنے والے کو بھی اس کا نفع (ثواب) ملتا ہے، یہ تمام امور ایسے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے''۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ تک

ایصال ثواب پر شرک و بدعت کے فتوے داغنے والے نجدیہ وہابیہ کا وجود نہ تھا۔

**عن ابن عباس انّ سعد بن عبادة توفّیت امّهٗ وهو غائب عنها فقال یارسول اللّٰه ان امي توفّیت و انا غائبٌ عنها اینْفَعُها شيء ان تصدقتُ بهٖ عنها قال نعم قال فاني اشهدُک ان حائطي المخراف صدقةٌ علیها** (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب اذا وقف، برقم: ۲۷۷۰، ۲/۲۱۵۔ سنن الترمذی، کتاب الزکاة، باب صدقة عن المیت، برقم: ۶۶۹، ۱/۴۸۱۔ سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة، برقم: ۳۶۵۴، ۶/۲۵)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ انتقال ہوگیا، اس نے عرض کی یارسول اللہ میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو آیا اسے کچھ نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت سعد نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے''۔

زبدۃ العارفین شاہ شریف الدین بن احمد یحییٰ منیری اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

''حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے گیارہویں دن حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے بہت سا طعام پکوایا تا کہ اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پر فتوح کی نذر کریں، مدینہ منورہ میں اس کا چرچا ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے کہ آج کیا ہے؟ تو جنہیں معلوم تھا کہتے: **الیوم عرس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم** ''آج رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ''عرس'' ہے''۔

**عن انس انّهٗ سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه انّا نتصدّقُ عنْ مرتانا ونحُجُّ عنهم وندْعُوْا لهُمْ فَهلْ یصِلُ ذٰلک الیهم فقال نَعَمْ انّهٗ لَیَصِلُ ویفْرَحون بهٖ کما یفْرحُ احَدُکُمْ بالطَّبَقِ اذا اُهْدِیَ الیه** (رواہ ابوحفص العکبری)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں ہم ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو آیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ ہاں بیشک ضرور پہنچتا ہے اور وہ ایصالِ ثواب پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تمہیں (طعام وغیرہ) کا طبق ہدیۃ دیا جائے تو تم خوش ہوتے ہو''۔

مراقی الفلاح میں اس حدیث کے تحت مرقوم ہے:

**فَلِلْاِنْسَانِ اَنْ یَجْعَلَ ثواب عملهٖ لِغَیْرِهٖ عند اهل السنّة والجماعة صلوٰة کان اوْصوْماً اوْحجّاً اوْصَدَقَةً اوقراۃً للقرآن والاذکار اوغیرذٰلک من انواع البرّ ویصلُ ذٰلک الی المیت وینفعهٗ وقاله الزیلعي في باب الحج عن الغیر**

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، کتاب الحج)

''پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان کو چاہئے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب کسی کو بخش دے پھر وہ عمل نماز ہو یا نفلی روزہ یا نفلی حج یا صدقہ یا تلاوت قرآن یا دوسرے اذکار وغیرہ نیکی کے دوسرے کام، ان کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے

کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے''۔

استاد المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تفسیر فتح العزیز میں میت کو جلانے کی مذمت اور دفن کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''و در دفن کردن چوں اجزائے بدن بتمامہ یکجا مے باشند علاقہ ممدوح یا بدن از راہ نظر و عنایت بحال مے ماند و توجہ روح بزائرین مستأنسین و مستفیدین بسہولت مے شود کہ بہ سبب تعین مکان بدن گویا مکانِ روح ہم متعین است و آثار ایں عالم از صدقات و فاتحہ ہا و تلاوتِ قرآن مجید چوں دراں بقعہ کہ مدفن بدن او ست واقع شود بسہولت نافع میشود پس سوختن گویا روح را بے مکان کردن و دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن بنابریں است کہ از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہا را افادہ و اعانت نیز متصور'' (تفسیر عزیزی، سورۃ العبس، تحت آیت "ثم السبیل یسّرہ"، پارہ ۳۰)

''اور دفن کرنے میں جب کہ اجزائے بدن بتمامہ یک جا رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر و عنایت سے روح کا تعلق بدن کے ساتھ بحال رہتا ہے اور انس و فائدہ حاصل کرنے کے لئے زیارت کو آنے والوں کی طرف روح کو توجہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے، مکان بدن کی تعین کے سبب سے گویا مکانِ روح بھی متعین ہے اور اس عالم دنیا کے آثار از قسم صدقات و فاتحہ ہا اور تلاوت قرآن مجید اس بقعہ میں کہ اس کا مدفنِ بدن ہے، بسہولت نافع ہوتے ہیں پس میت کو جلانا گویا روح کو بے مکان کردینا ہے اور دفن کرنا گویا روح کے لئے مسکن بنادینا ہے، یہی وجہ ہے کہ اولیاء مدفونین و دیگر صلحاء مومنین کے مزارات سے نفع



اور فائدہ حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے لئے افادہ اعانت بھی متصور ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر پر لے جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے قبر والو یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو پس مردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسائے کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کے ہمسائے جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچتا ہے غمگین رہتے ہیں۔ (شرح الصدور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہے وہ منتظر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے لئے دعا کرے، پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا رہے اور زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے یہی ہے کہ ان کے لئے استغفار کریں۔ (شرح الصدور)

حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مومن کے ساتھ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، وہ کہیں گے، دنیا میں تو ہم نے اس قدر نیکیاں نہیں کی تھیں، اس قدر ثواب کہاں سے آیا؟ آواز آئے گی کہ تیرے لڑکے نے تیرے لئے استغفار پڑھا تھا یہ وہی نیکیاں ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نیک بندہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہت بڑا درجہ عطا کرے گا۔ وہ تعجب سے کہے گا اے رب یہ درجہ کہاں سے مجھ کو ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لڑکے کے استغفار اور برکت کی دعا سے۔ (شرح الصدور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اپنے اموات کے لئے تحفہ بھیجو، ہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ ہم کیا تحفہ بھیجیں؟ فرمایا۔ مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہوکر ہر ایک روح غمگین آواز سے پکارتی ہے۔ اے میرے گھر والو، اے میرے میرے خاندان والو، اے میرے قرابت والو، مہربانی کرکے ہم کو کچھ دو۔ اللہ تم پر رحم کرے اور ہم کو یاد رکھو اور مت بھولو ہم قید خانہ میں ہیں اور بہت غم میں مبتلا ہیں پس ہم پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے اور نہ بند رکھو ہم سے اپنی دعا اور صدقہ کو اور تسبیح کو شاید اللہ رحم کرے ہم پر قبل اس کے کہ تم بھی ہماری مثل ہو جاؤ۔ افسوس ہائے شرمندگی، اے اللہ کے بندو ہمارا کلام سنو اور ہم کو نہ بھولو۔ تم جانتے ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضہ میں ہے کل ہمارے قبضہ میں تھا اور ہم اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتے تھے، پس وہ مال ہم پر بلا ہو گیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کا حساب کتاب ہم پر ہوتا ہے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر ایک روح ہزار بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے کہ مہربانی کردو ہم پر درہم سے یا روٹی کے ٹکڑے سے، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ فرماتے ہوئے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے اور ہم بھی رونے لگے، روایت کیا اس حدیث کو شیخ ابن الحسن بن علی نے اپنی کتاب میں۔ (شرح الصدور)

**عن عبداللّٰہ بن بریدۃ عن ابیه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها.** (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، برقم:۹۷۷، ۱/۳۴۹. سنن الترمذی، کتاب الجنائز، برقم:۱۰۵۴، ۳/۱۰۴. سنن أبی داؤد، کتاب الاشربة، برقم:۳۶۹۸، ۴/۶۰. سنن نسائی، کتاب الأشربة، برقم: ۵۶۶۴، ۸/۳۲۶. مشکوٰة المصابیح، کتاب الجنائز، برقم:۱۷۶۲، ۱/۳۳۳. المسند، برقم:۱۲۳۱، ۱/۱۴۵)



''حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا پس اب زیارت کیا کرو''۔

اس کی شرح میں شیخ محمد تھانوی حاشیہ میں لکھتے ہیں:

**والزیارة یوم الجمعة افضل خصوصاً فی اوّلہ وهو المتعارف فی الحرمین الشریفین ینحرجون الی المعلی والبقیع للزیارة وقد ورد فی خبر ابی نعیم رضی اللہ عنه من زار قبرو المیه او احدهما یوم الجمعة کان کحجّةٍ وفی روایة البیهقی غفر لهٗ وکتب له برائة وجاء فی الروایات انه یعطی للمیت فی یوم الجمعة الادراک اکثر مما یعطی فی سائر الایام حتی انه یعرف کثیراً من الایام الباقیةِ و کره علی القبور و یستحب ان یتصدق عن المیت بنفقة بلاخلافٍ بین اهل العلم وفیه ورد الاحادیث الصحیحة خصوماً فی الماء وقد جاء فی بعض الروایات ان روح المیت تاتی دائره لیلة الجمعة فینتظرُ هل یتصدّق لاجلهٖ واللّٰه اعلم، من المرقاة واللمعات**

(نسائی شریف ص۲۸۰ ج۱)

''جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کو جانا افضل ہے خصوصاً دن کے پہلے حصہ میں، یہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں مشہور ومتعارف ہے کہ لوگ قبرستان المعلیٰ اور قبرستان بقیع میں قبروں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور حدیث ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد ہے کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ماں یا باپ کی قبر کی زیارت کی اس کو حج کرنے کا ثواب ملتا ہے، بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ

دی جاتی ہے اور روایات حدیث میں وارد ہے کہ میت کو دوسرے
دنوں کے مقابلے میں جمعہ کے دن قبر پر آنے والوں کو زیادہ اچھی
طرح سے پہچانتا ہے، قبروں پر بلاضرورت پاؤں رکھتے ہوئے گذرنا
مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کر کے میت کو ثواب
پہنچایا جائے ۔اس امر میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور
ایصالِ ثواب کے بارے میں کثرت کے ساتھ صحیح احادیث وارد ہیں۔
خصوصاً پانی کے متعلق اور بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ جمعرات
کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے کہ آیا اس کے لئے کوئی صدقہ
وخیرات کر کے ایصالِ ثواب کرتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ مضمون
مرقاۃ شرح مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ سے ماخوذ ہے‘‘۔

استاذ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

’’ومدو زندگانِ دریں حالت زودتر مے رسد ومردگان منتظر لحوق مدد
ازایں طرف مے باشند وچناں گماں مے برند کہ ہنوز زندہ ایم ولہذا
اور حدیث شریف درا حوال قبر وارد ست کہ مردہ دراں حالت مانند
غریقے ست کہ انتظار فرمایا دری مے برد وصدقات وادعیہ وفاتحہ
دریں وقت بسیار بکار او مے آید ازیں جاست کہ طوائف نبی آدم
تا یک سال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش
تمام مے نمایند‘‘ (تفسیر عزیزی پارہ عم سورۃ الانشقاق، تحت آیت "والقمر اذا اتسق")

’’اس حالت میں زندوں کی مدد اموات کو بہت جلد پہنچتی ہے
اور مردے زندوں کی مدد پہنچنے کے منتظر رہتے ہیں اور یوں گمان کرتے
ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں اسی لئے حدیث شریف میں احوالِ قبر میں



وارد ہے کہ مسلمان اس حالت میں (منکرونکیر فرشتوں سے) کہتا ہے
کہ مجھے نماز پڑھنے دو، نیز وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے
والے کی مانند ہے جو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کوئی اُسے ڈوبنے سے
بچالے اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت میت کے بہت کام
آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی جماعتیں بعد موت ایک سال تک
اور علی الخصوص چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں پوری کوشش
کرتے ہیں یعنی تیجہ، ساتواں، دسواں اور چالیسواں وغیرہ کا اہتمام
کر کے ایصالِ ثواب کیا کرتے ہیں اور اس طرح میت کو ثواب
پہنچاتے ہیں‘‘۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن پر وہابیہ فخر وناز کرتے ہیں (زبدۃ النصائح ص ۱۳۲ پر) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

’’وشیر برنج بنابر فاتحہ بزرگے بقصد ثواب بروح ایشاں پزند و
بخورند مضائقہ نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیارا ہم
خوردن جائز است‘‘

کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے فاتحہ دلانے کی خاطر
کھیر پکائیں اور کھائیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ
کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی اس کا کھالینا جائز ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ’’الانتباہ فی سلاسل اولیاء‘‘ میں لکھتے ہیں:

پس دہ مرتبہ درود خوانند و برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت
عموماً بخوانند وحاجت ازخدا سوال نمایند‘‘

’’پس دس مرتبہ درود پڑھ کر ختم پورا کریں اور قدرے شیرینی پر عموماً خواجگانِ
چشت کے نام فاتحہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کریں‘‘۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کافتوی مطعامیکہ ثواب آں نیاز مامین نمایند بر اں قُل و فاتحہ و درود خوانند متبرک میشود و خوردن بسیار خوب ست۔

(فتاوی عزیزیہ ص ٧٥)

نیز لکھتے ہیں:

’’اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصال ثواب بہ روح ایشاں پختہ بخورانند جائز ست مضائقہ نیست‘‘

’’جس طعام کا ثواب حضرت امامین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھیں متبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے پکا کر کھلائیں جائز ہے، کچھ مضائقہ نہیں‘‘۔

## شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کا تیجہ بڑے اہتمام کیساتھ ہوا

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

وروزسوم کثرتِ ہجوم دم آں قدر بود کہ بیروں از حساب ست ہشتاد و یک کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی ص ٨٠)

’’شاہ ولی اللہ محدث کی وفات کے بعد تیجہ کے دن لوگوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ حساب سے باہر ہے، اکیاسی قرآن مجید (تلاوت کئے گئے) شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوگئے ہوں گے اور کلمہ کا تو حساب ہی نہیں‘‘ (کہ کس قدر پڑھا گیا)۔

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرس کے متعلق ایک منکر کے اعتراض کا ردّ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی



کا عرس ہر سال کیا کرتے تھے، مولوی عبدالحکیم پنجابی نے اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے جو سال بہ سال کرتے ہو؟ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کے جواب میں فرمایا:

’’ایں طعن مبنی ست بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمے داند آرے زیارت قبور و تبرک بہ قبور صالحین و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شرینی امستحسن و خوب است بہ اجماع علماء، و تعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز ذکر انتقال ایشاں از دار العمل بہ دار الثواب، والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ست و خلف را لازم ست کہ سلف خود را بہ ایں نوع بر و احسان نماید چنانچہ در حدیث مذکور ست۔ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ‘‘

یہ طعن مطعون علیہ کے احوال سے جہل پر مبنی ہے اس لئے کہ کوئی شخص فرائض شرعیہ مقررہ کے علاوہ کسی چیز کو فرض نہیں جانتا، ہاں قبروں کی زیارت اور اولیاء اللہ کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور تلاوت قرآن مجید اور دعائے خیر کرنا اور طعام و شرینی تقسیم کرنا امر مستحسن اور اچھا ہے بہ اجماع علماء اور عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ ان کے دار العمل (دنیا) سے دار الثواب (آخرت) کو انتقال کا دن یادگار رہے ورنہ جس روز بھی یہ عمل کیا جائے موجب فلاح ہے اور پسماندگان کو لازم ہے کہ اپنے اسلاف پر اس طرح سے احسان کرتے رہیں جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ، اولاد صالح جو اس کے لئے دُعا کرتی رہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا، آپ نے سبب پوچھا بروئے مکاشفہ اس نے کہا، اپنی ماں کو

دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کلمہ پڑھا تھا، یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے جی ہی جی میں اس مُرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی، بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں، آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ۔ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔ (تحذیر الناس ص ٤٤)

طوالت سے بچنے کی خاطر فقیر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید، حدیث شریف اور محدثین اور وہابیوں کے پیشواؤں کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ اموات کو ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں اور سالانہ عرس کرنا، قبروں کی زیارت کے لئے قبرستان جانا، مزارات اولیا کی حاضری دینا، مزارات اولیاء سے تبرک وتوسل، نداء وخطاب کرکے ان سے مدد چاہنا، صدقہ خیرات، فاتحہ وقرآن خوانی کرکے ثواب پہنچانا، اموات کے لئے فائدہ بخش اور ایصال ثواب کرنے والوں کے لئے بھی نافع اور موجب فلاح ہے، گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور عذاب جہنم سے رہائی کا باعث ہے لیکن وہابیہ کی کورباطنی اور الٹی کھوپڑی کو داد دیجئے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کے واضح ارشادات کے خلاف ان امور کو شرک وکفر قرار دیتے ہیں اور ایصال ثواب کرنے والے مسلمانوں کو شرک وکافر ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہفوات الوہابیہ

نجدی وہابی جب علمائے اہل سنت کے دلائل حقہ سے عاجز ہوجائیں تو عموماً کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم ایصالِ ثواب کے تو قائل ہیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دن مقرر کرکے، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور اس کو پابندی کے ساتھ کرنا بدعت ناجائز اور حرام ہے اس صورت مروجہ کا کوئی ثبوت نہیں، وہابیہ کا یہ کہنا بھی ان کا مکروفریب ہے جس سے ان کی مفاہمت وجہالت اور تعصب ظاہر ہے، قارئین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شیخ محمد تھانوی کے فتاوی اور تصریحات پڑھ چکے ہیں ان سے



بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی دن مقرر کرکے طعام پر فاتحہ پڑھنے اور قرآن خوانی کرکے ایصالِ ثواب کو جائز مستحسن اور مستحب قرار دیتے ہیں اور اس پر عامل بھی ہیں نیز ان کے علاوہ سلف صالحین، مشائخ وعلمائے امت اس پر متفق ہیں۔ پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ سب حضرات بدعتی اور مشرک وکافر ہیں؟ اور کیا یہ مٹھی بھر جہل مرکب میں گرفتار وہابی تمام مفسرین، محدثین، آئمہ دین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی بڑھ کر قرآن وحدیث کو سمجھنے والے اور توحید پرست پیدا ہوگئے ہیں؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

قارئین! اگرچہ ایصالِ ثواب کے متعلق کافی وشافی دلائل پیش کئے جاچکے ہیں، تاہم فقیر اتمام حجت کے لئے، اعمال حسنہ پر مداومت، دن مقرر کرنے اور کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کے جواز میں بالاختصار چند دلائل پیش کردینا ضروری سمجھتا ہے تاکہ ان امور کے بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہ جائے۔ وباللہ التوفیق وهوالمستعان۔

## اعمال حسنہ پر مداومت

واضح رہے کہ بعض فرائض وواجبات مقید بہ وقت ہیں اور بعض غیر مؤقت اور عبادت نفلیہ میں شرح کی طرف سے کوئی قید نہیں، نفلی عبادت کرنے والا مختار ہے کہ جب چاہے کرلے کسی مصلحت کی وجہ سے تعین یوم وقت کرلے اور چاہے تو نہ کرے چاہے کبھی کرے کبھی نہ کرے مگر نفلی عبادت میں حسب فرمانِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم التزام محبوب وافضل ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبّ الاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ قال (الراوی) وكانت عائشة اِذا عملت العمل لزمته (مسلم ص٢٦٦ ج١)

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ عمل زیادہ محبوب ہے، جس پر ہمیشگی ومداومت کی جائے پھر خواہ (نفلی عمل)

تھوڑا سا ہی ہو، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی نفلی کام کو کرتیں تو پھر اسے لازم کرلیتیں، یعنی اگر کوئی نیک کام کسی وقت کرلیتیں تو پھر اس کام کو ہمیشہ اسی وقت پابندی کے ساتھ کیا کرتی تھیں"

بحمدہ تعالیٰ، اسی حدیث سے وہابیہ کا یہ اعتراض باطل ہوگیا کہ سنی مسلمان وقت مقرر کرکے لازمی طور پر تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور عرس وغیرہ کرتے ہیں، لہٰذا جائز نہیں، ثابت ہوا کہ وہابیہ کا نفلی امور پر مداومت کو نا جائز وحرام کہنا بجائے خود نا جائز وحرام اور انکار حدیث کو مستلزم ہے۔

## دن مقرر کرنا

## کسی مسجد میں جانے کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

**عن ابن عمر کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیاو راکبار وکان عبداللّٰہ بن عمر یفعلہٗ**

(صحیح البخاری، باب مسجد قباء، برقم:۱۱۹۳، ۱/۲۸۸)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کے دن پیدل یا سوار ہوکر مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی (حضور کی سنت پر عمل کرنے کی خاطر) اسی طرح کرتے تھے یعنی وہ بھی ہر سنیچر کو پیدل یا سوار ہوکر مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے تھے"۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک کام کے لئے دن مقرر کرلینا سنت ہے۔

## زیارت قبور کیلئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے

**عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ کلما کان لیلتہا**



**من رسول اللّٰہ ﷺ یخرج من آخر اللیل البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتوعدون غداً مؤجلون وانا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد** (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی التسلم علی اہل القبور)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہر باری کی شب رات کے آخری حصہ میں گھر سے نکلتے قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین الخ"

## وعظ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

**عن شقیق بن وائل قال کان عبداللّٰہ یذکر نا کلّ یوم خمیس**

(مسلم ص ۲۷۷ ج ۲)

"حضرت شقیق بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ ہمیں ہر جمعرات کو وعظ سنایا کرتے تھے"۔

## دعوت طعام کیلئے دن مُقرر کرنا سنت ہے

**عن سہل بن سعد ان کنا لنفرحُ بیوم الجمعۃ کانت لنا عجوز تاخذ اصول السلق فتجعلہ فی قدرلہا فتجعل فیہ حبات من شعیر اذا صلینا زوناہا فقربتہ الینا وکنا نفرح بیوم الجمعۃ من اجل ذٰلک وما کنا نتغدّیٰ ولانقیل الا بعد الجمعۃ واللّٰہ مافیہ شحم ولاورک** (صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب السلق والشعیر، برقم:۵۴۰۴، ۳/۴۵۲)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اس وجہ سے جمعہ کے دن کی زیادہ خوشی ہوتی کہ جمعہ کے دن ایک بڑھیا

ہمارے لئے چقندر کی جڑیں لے کر ہنڈیاں میں ڈال پکاتی، نماز جمعہ پڑھ کر ہم اس کے پاس جاتے تو وہ پکا ہوا کھانا ہمارے پاس لے آتی اور ہم بڑے مزے کے ساتھ کھاتے اس وجہ سے ہمیں جمعہ کا دن آنے سے بڑی خوشی ہوتی، اس دن نہ ہم صبح کا ناشتہ کرتے نہ دو پہر کو قیلولہ کرتے بلکہ نماز جمعہ کے بعد (اس بڑھیا سے دعوت کھا کر قیلولہ کرتے) قسم بخدا! اس طعام میں نہ چربی ہوتی اور نہ چکنائی، اس کے باوجود بڑا دل پسند اور لذیذ ہوتا تھا''۔

## نفلی روزہ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

قال فیہ وُلدت وفیہ أُنزل علی القرآن (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شھر. سنن الکبری للبیھقی، برقم:٣٨١٨٢. سنن النسائی، برقم:٢٧٧٧. المسند، برقم:٢٢٥٩٠. مسند ابویعلی، برقم:١٤٤. مصنّف عبد الرزاق، برقم:٧٨٦٥)

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا! سوموار کے دن میری ولادت ہوئی اور جمعہ کی رات میں مجھ پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے''۔

اس حدیث سے جواز تعین یوم کے علاوہ بھی واضح ہوگیا کہ فضیلت وشرف والے واقعات کے سبب دنوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

احادیث مندرجہ بالا سے بالوضاحت ثابت ہوا کہ نفلی امور کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے، وہابی مولوی یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں کہ سنی مسلمان ایصالِ ثواب



کیلئے دن مقرر کر کے ہمسایوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو اہتمام کے ساتھ بلاتے ہیں، یہ اہتمام وتداعی کہیں ثابت نہیں، اس لئے یہ بدعت و ناجائز ہے، تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ وہابیہ کو کارِ خیر میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے خواہ مخواہ کے بہانے تراشنے کے علاوہ اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ دن مقرر کر کے مسلمانوں کا مل جل کر تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کرنا اور اموات کو ایصال ثواب کرنا اور اپنے لئے اور میت کے لئے بخشش کی دعا مانگنا یہ وہ امور ہیں جن کی اصل شرع سے ثابت ہے ان امور کی ممانعت کہیں وارد نہیں۔ اگر وہابیہ میں کچھ بھی صداقت وشرافت ہے تو قرآن وحدیث میں سے ممانعت پر کوئی دلیل پیش کریں، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ خوارج الاصل وہابی قیامت تک بھی واضح دلیل پیش نہیں کرسکیں گے۔ پھر جب قرآن وحدیث میں ان امور کی کوئی ممانعت نہیں تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منع کرے اور شرک وبدعت کے فتوے بھی لگاتا پھرے، اگر آپ ذرا سا غور وتامل کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ۔

## ایصالِ ثواب کیلئے اجتماع وتعین یوم میں بہت سی مصلحتیں ہیں

مثلاً دن مقرر کر کے صدقہ خیرات کرنے سے غربا و مساکین اور اعزا و اقارب اور احباب آسانی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں، باہمی میل ملاپ اور صحبت سے ایک دوسرے کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، مل جل کر ختم قرآن مجید میں آسانی ہوتی ہے، مجلس میں جس قدر زیادہ تعداد میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اسی قدر تسبیح وتہلیل کی کثرت ہوتی ہے اور درود شریف زیادہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے، صدقہ خیرات کرنے والے کو طعام یا شیرینی تقسیم کرنے اور کھلانے میں سہولت ہوتی ہے سب مل کر تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل اور درود شریف کا ثواب میت کو بخشتے اور دعائے مغفرت کرتے ہیں، مجلس میں زیادہ مسلمان جمع ہو جائیں تو اس میں متقی، پرہیز گار اور ایسے نیک بندے بھی آجاتے ہیں جو مقبول بارگاہ اور مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ نیز حسب فرمانِ حضور علیہ الصلوۃ والسلام مجلس ذکر میں ملائکہ

سیاحین بھی شامل ہوجاتے ہیں اور جب ایصالِ ثواب ومغفرت وبلندی درجات کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اور یہ سب آمین کہتے ہیں تو قبولیت دعا کی بھی زیادہ امید ہوجاتی ہے اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس حدیث پر بھی بوجہ احسن عمل ہوجاتا ہے اور مجلس میں شریک ہونے والے اس شرف سے مشرف ہوجاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

**قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجَبَتْ مَاحُبِّیْ لِلْمتحابِیْنَ فِی وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِی وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِی وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ مشکوٰۃ** (کتاب الآداب باب الحب فی اللہ، الفصل الثانی)

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واجب ہوگئی میری محبت ان لوگوں کے لئے جو صرف میرے ہی لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، میرے ہی لئے باہم مل کر بیٹھتے ہیں، میرے ہی لئے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اور میرے ہی لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں''۔

پھر ان تمام باتوں کے علاوہ دن مقرر کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ فکر واہتمام کے ساتھ وہ نیک کام ہوکر رہتا ہے اور اگر دن مقرر نہ ہو تو غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے آج کل کرتے بسا اوقات وہ کام رہ ہی جاتا ہے اور مسلمانوں مذکورہ شرف، فضیلت اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں، تاہم واضح رہے کہ دن مقرر کرنے کو فرض یا واجب نہیں سمجھا جاتا اور نہ یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس مقررہ دن کے علاوہ کسی دوسرے دن کرنے سے ثواب نہ ملے گا، بلکہ اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ جس دن اور جس وقت بھی فی سبیل اللہ صدقہ خیرات ہو قبولیت کی امید ہے، لیکن جب احادیث سے دن مقرر کرکے کسی مخصوص مسجد میں جانا، زیارت قبور کیلئے دن مقرر کرنا نیز مجالس وعظ کے لئے دعوتِ طعام کے لئے، نفلی روزہ کے لئے اور دیگر نفلی عبادات کے لئے دن مقرر کرنا ثابت ہے تو خوارج الاصل وہابیہ کو کیا حق ہے کہ وہ دن مقرر کرنے پر اعتراض کریں اور شرک وکفر وبدعت کا فتویٰ لگائیں؟

اب رہی یہ بات کہ وہابی کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کو ناجائز، بدعت وحرام کہتے



ہیں، تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا حرام وناجائز یا بدعت کیونکر ہوسکتا ہے، جبکہ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے:

**عن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک اصاب الناس مجاعۃ فقال عمر یارسول اللّٰہ ادعھم بفضل ازوادھم ثم ادع اللّٰہ لھم علیھا بالبرکۃ فقال نعم فدعا بنطعٍ فبسط ثم دعا بفضل ازوادھم فجعل الرجل یجیء بکف ذرۃ ویجی الآخر بکف تمرٍ ویجیء الآخر بکسرۃ حتی اجتمع علی النطع شیء یسیر فدعا رسول اللّٰہ ﷺ بالبرکۃ ثم قال خذوانی ارعیتکم فاخذوا انی اوعتیھم حتی ماترکو فی العسکر دعاءً الا ملاؤہ قال فاکلوا حتی شعبوا وفضلت فضلۃ**

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دن مجاہدین کو بھوک لگی اور کھانے کا کچھ سامان نہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان سے بچی کچی کھانے کی چیزیں منگا کر ان پر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا! ہاں اور آپ نے چمڑے کا دسترخوان منگایا، اسے بچھادیا گیا، پھر آپ نے فرمایا بچی کچی چیزیں لاؤ۔ کوئی مٹھی بھر جوار لایا اور کوئی مٹھی بھر کھجور اور کسی نے روٹی کا ٹکڑا لاکر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی چیزیں جمع ہوگئیں، پھر ان کھانے کی چیزوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کی دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کھانے سے اپنے اپنے برتن بھرلو، تمام مجاہدین نے اپنے اپنے برتن بھرلئے اور لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا، سب کھا کر شکم سیر ہوگئے اور پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہا''۔

اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس دن لشکر میں ایک لاکھ مجاہدین تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شکم سیر فرمایا۔(اشعة اللمعات، باب المعجزات، ٤/٥٧٥)

**فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اشهد ان لا اله الا اللّٰه وانی رسول اللّٰه لایلقی اللّٰه بهما عبد شاک فیُحْجَبُ عن الجنة** (مشكوة، كتاب احوال القيامة، باب المعجزات، برقم:٥٩١٢، ١/٣٩١۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، برقم:١٠٤٧/٥٦۔ المسند، برقم:١١٠٨٠، ١٧/١٤٠)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت ہے۔

**عن انس قال لما تزوج النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلم زینب اهدت لهٗ ام سلیم حیْساً فی تورٍ من حجارة فقال انس فقال النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم اذهبْ فادعُ لِی مَنْ لقیت من المسلمین فدعوتُ لهٗ من لقیت فجعلوا یدخلون علیه فیاکلون ویخرجون ووضع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یده علی الطعام فدعا فیه وقال فیه ماشاء اللّٰه ان یقول ولم ادع احداً لقیته الا دعوْتهٗ فاکلوا حتی شبعوا وخرجوا الحدیث** (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب، برقم:٥٠٩٠، ١٤٢٨، ٢/١٠٥٢)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پتھر کے پیالے میں میٹھا دلیہ ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا، حضرت انس فرماتے



ہیں کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم فرمایا، جاؤ تجھے جو مسلمان ملے اسے میرے پاس دعوت کھانے کیلئے بھیجتے جاؤ، پس مجھے جو بھی مسلمان ملتا گیا میں اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بھیجتا گیا۔ لوگ آپ کی خدمت میں آنے اور (وہ میٹھا دلیہ) کھا کھا کر جانے لگے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ طعام پر رکھا اور اس میں (برکت کیلئے) دعا فرمائی اور جو کچھ اللہ نے چاہا حضور نے کہا اور مجھے جو بھی ملا میں نے اس کو دعوت دیئے بغیر نہ چھوڑا یہاں تک کہ سب مسلمانوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور چلے گئے“۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعوت کے لئے مسلمانوں کو بلانا، طعام پر پڑھنا اور طعام سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت ہے۔

**عن انس بن مالک یقول ابو طلحة لام سلیم لقد سمعت صوت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ضعیفا اعرف فیه الجوع فهل عندک من شیءٍ**

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پست آواز میں کلام فرماتے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ کو بھوک لگی ہے“۔

آیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اُم سلیم نے کہا، ہاں ہے اور جو کی روٹی کے چند ٹکڑے اپنی اوڑھنی میں لپیٹ کر مجھے دیکر کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ، حضرت انس فرماتے ہیں، میں وہ روٹی کے ٹکڑے لے کر روانہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجاہدین صحابہ کے ہمراہ (غزوہ خندق کے موقعہ پر بنائی گئی) مسجد میں بیٹھے ہیں، حضور کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا، آیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا

ہے؟ میں ان کے آگے چلتا ہوا حضرت ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر تشریف لا رہے ہیں، اس پر ابوطلحہ نے کہا۔ اے ام سلیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر آرہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کو کچھ بھی نہیں ہے؟ فقال اللہ ورسولہ اعلم۔ حضرت ام سلیم نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

یعنی اس لشکر کو کچھ کھلانے کی ہمیں کیا فکر ہے، اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے حضور جو لشکر لئے آرہے ہیں وہی ان کو کھلائیں گے بھی ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے کہ حضور ہماری حالت سے باخبر ہیں۔ حضرت ابوطلحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کو آگے بڑھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں آگئے تو فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس لاؤ، ام سلیم نے وہی جو کی روٹی کے کے چند ٹکڑے پیش خدمت کئے۔ حضور نے فرمایا۔ ان کی چوری بناؤ، ام سلیم نے اس میں گھی کا کُپا نچوڑا اور ملیدہ بنایا، تو حضور نے اس طعام پر جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طعام میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم فرمایا۔ دس آدمیوں سے کہو کہ وہ آکر کھائیں۔ وہ کھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا دوسرے دس آدمیوں سے کہو آکر کھائیں اسی طرح دس دس آدمی آتے گئے اور کھاتے گئے۔ یہاں تک کہ تمام شکم سیر ہوگئے یہ کھانا کھانے والے ستر یا اسی آدمی تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علاماۃ النبوۃ، برقم:٣٥٧٨، ٣٤١/٢)

اس حدیث سے دوسرے کئی عظیم الشان امور کے علاوہ یہ بھی واضح ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا سنت ہے۔

**عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتیٰ یمسح بھما وجھہٗ** (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی رفع الایدی، برقم:٣٣٨٦، ٣٠٣/٤)



''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے بغیر نیچے نہ گراتے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مانگتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو منہ کی جانب کرکے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو، اُلٹے ہاتھ کرکے دعا نہ مانگا کرو اور جب دعا مانگ چکو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پھیر لیا کرو۔ (ابوداؤد)

کھانا کھانے سے پہلے دعا مانگنے کا حکم۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

**قال رسول اللّٰہ ﷺ من اطعمہ اللّٰہ طعاماً فلیقل اللّٰھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ الحدیث** (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا اکل، برقم:٣٤٥٥، ٢٤٤/٤۔ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربۃ، باب ما یقول اذا، برقم: ٣٧٣٠۔ شعب الایمان، برقم:٦٠٤١)

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ طعام کھلائے اسے یہ کہنا چاہئے اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس کھانے سے بہتر کھانا کھلا اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے کہنا چاہئے۔ یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اور زیادہ دودھ پلا''۔

کھانا کھا چکنے کے بعد دعاء

**عن ابی امامۃ قال کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا رُفعتِ المائدۃ بین یدیہ یقول الحمدللّٰہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیر**

**مؤدع** (صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب ما یقول اذا، برقم:٨٤٥٨، ٣/٤٦٤. جامع ترمذی، کتاب الأطعمة، باب ما یقول، برقم:٣٤٥٢. سنن أبی داؤد، کتاب الأطعمة، باب یقول الرجل اذا طعم، ٤/١٢٠. سنن ابن ماجة، کتاب الأطعمة، باب مایقال اذا فرغ من الطعمه)

**حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (طعام سے فارغ ہونے پر) جب آپ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے الحمدلله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه غیر مؤدع۔**

احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو سامنے رکھ کر پڑھنا، دعا مانگنا، دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھانا اور دعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا سنت ہے، کھانا کھانے سے پہلے بھی دعا مانگنے کا حکم ہے اور کھانے سے فارغ ہوکر دعا مانگنا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ آپ کی اتباع میں پروانگانِ شمع رسالت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک بزرگانِ دین اور مسلمانانِ امت اس پر بالتواتر عامل ہیں۔

لیکن خواج الاصل نجدی وہابی اس قدر رجری و بے باک ہیں کہ وہ ان امور پر بدعت، شرک اور کفر کے فتوے لگانے سے نہیں شرماتے۔ نعوذباللہ من ہفوات الوہابیہ

## گیارہویں دینا

اہل اسلام کو گیارہویں دینے کی بناپر مشرک و کافر ٹھہرانا اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا، وہابیہ کا انتہائی ظلم اور ان کے خارجی ہونے کا نا قابلِ تردید ثبوت ہے، گیارہویں کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان اہل سنت وجماعت فی سبیل اللہ طعام وشیرینی وغیرہ تیار کر کے قرآن مجید و درود شریف پڑھ کر کھانا کھلاتے اور تلاوتِ قرآن اور درود پڑھنے اور کھانے کھلانے کا ثواب حضور سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے حضور ہدیۃً نذر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل کسی طور پر شرک وکفر میں داخل نہیں، گذشتہ اوراق میں ان تمام امور کا مکمل ثبوت قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات وعمل سے



واضح کیا جاچکا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اپنے خبث باطن کے سبب وہابیہ کو گیارہویں کے نام سے چڑ ہے، یہ لوگ اپنی روایتی کج فہمی یا مسلمانوں کو بہکانے کی خاطر کہا کرتے ہیں کہ ہم ایصالِ ثواب کے تو قائل ہیں لیکن گیارہویں کو اس وجہ سے حرام اور شرک کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ملتا، نادان وہابی قرآن اور حدیث شریف میں لفظ گیارہویں دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں بصورت مروّجہ ہیئت کذائیہ ایصالِ ثواب کا ثبوت مانگتے ہیں۔

یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ "گیارہویں" ٹھیٹ اردو زبان کا لفظ اور محض ایک عرفی نام ہے جو حضور غوثِ اعظم کی نیاز کے لئے مشہور ومعروف ہے، حضرت امام یافعی علیہ الرحمۃ "قرۃ المناظر وخلاصۃ المفاخر" ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

> "ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم ہمیں بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ چہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند، آں نیاز آنچناں مقبول ومطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند ودیگر اتباع حضرت غوث پاک بہ تقلید وے یازدہم میکروندہ آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد، الحال مردم فاتحہ حضرت شاں در یازدہم مے کنند وتاریخ وصال حضرت محبوت سبحانی ہفدہم ربیع الثانی بود"

> حضرت غوث الثقلین کی گیارہویں کا ذکر تھا، ارشاد ہوا کہ گیارہویں کی اصل یہی تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی نے ماہ ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ چہلم کی تھی۔ یہ نیاز اس طرح مقبول ومطبوع ہوگئی کہ حضرت نے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ کے لئے مقرر فرمادیا، حضرت غوث پاک کے متبعین بھی آپ کی پیروی میں گیارہویں کیا کرتے تھے رفتہ رفتہ حضرت

محبوب سبحانی کی گیارہویں مشہور ہوگئی، موجودہ وقت میں لوگ حضور
غوث اعظم کی فاتحہ گیارہویں تاریخ کو کرتے ہیں اور حضرت محبوب
سبحانی کے وصال کی تاریخ سترہ ربیع الاثانی تھی۔

امید ہے کہ غیر متعصب روشن دماغ قارئین، گیارہویں کی وجہ تسمیہ اور اس کی حقیقت بخوبی سمجھ گئے ہوں گے، پس وہابیہ کا یہ لفظ، گیارہویں، قرآن وحدیث میں تلاش کرنا ان کی سراسر نادانی اور بیہودگی نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر وہابیہ سے پوچھا جائے کہ تم اپنی جماعتوں کے نام، جماعت اہلحدیث، غربائے اہلحدیث، جماعت اسلامی، دیوبندی، ندوی، جمعیۃ العلماء ہند، جماعت احرار اور جمعیۃ علمائے اسلام وغیرہ اور مدرسوں کے نام، دارالعلوم دیوبند، خیر المدارس، مدرسہ اشرفیہ، قاسم العلوم، جامعہ اہلحدیث وغیرہ وغیرہ اور اپنے اخبارات ورسائل کے نام۔ صحیفہ اہلحدیث، ترجمان القرآن، تنظیم اہلحدیث، الاعتصام، الابقاء، المنیر، چراغ راہ وغیرہ اور اپنے جلسوں اور کانفرنسوں کے نام۔ اہلحدیث کانفرنس، سیرت کانفرنس، اجتماع جماعت اسلامی وغیرہ قرآن وحدیث میں دکھا سکتے ہو؟ تمہارے پاس امور مذکورہ کا بصورت مروجہ وہیئت کذائیہ قرآن وحدیث سے کونسا ثبوت موجود ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں ہے تو پھر تمہیں لفظ ''گیارہویں'' پر اس قدر رخ مستیاں کرنے کا کیا حق؟ آخر اس نام پر اتنی اچھل کود کیوں ہے؟

جب کہ گیارہویں حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ ونیاز کا ایک عُرفی نام ہے کہ صدقہ وخیرات تلاوتِ قرآن مجید، تسبیح وتہلیل اور درود شریف پڑھنے کا ثواب آنجناب کی نذر کیا جاتا ہے اور قرآن وحدیث کی رو سے فی سبیل اللہ کھانا کھلانا، پانی پلانا، شربت یا دودھ پلانا اور صدقہ خیرات کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، نیز قرآن کی تلاوت، تسبیح وتہلیل اور درود پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، یہ عبادتیں الگ الگ کی جائیں یا اکھٹی کرلی جائیں، بہرصورت موجب فلاح وخیر وبرکت اور باعثِ اجر وثواب ہیں۔



تعجب ہے کہ ان کوڑھ مغز وہابیہ کو ان عبادات الٰہی میں شرک وکفر یا بدعت کی کونسی چیز دکھائی دیتی ہے اگر یہ اس بات پر خفا ہیں کہ ان کو تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور گیارہویں کے الفاظ قرآن وحدیث میں نہیں ملتے تو انہیں اپنی عقل وفہم اور دیانت وشرافت کا ماتم کرنا چاہئے بھلا یہ اردو زبان کے محاورے اور عرفی نام انہیں قرآن وحدیث میں کیوں کر مل سکتے ہیں، جب کہ کلام اللہ عربی زبان میں نازل ہوا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان عربی ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے کہ ان عرفی ناموں کے تحت اعمال کی اصلیت ونوعیت کیا ہے، آیا یہ اعمال فی نفسہ اچھے ہیں یا برے اور تعلیمات قرآن وحدیث کے مطابق وموافق ہیں یا متضاد ومخالف۔ مگر افسوس کہ تمام وہابی خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی، مودودیئے ہوں یا ندوی یا چکڑالوی، اصلیت وحقیقت پر نظر کئے بغیر اندھا دھند فتویٰ بازی میں مصروف ہیں۔

دیوبندی کے نام نہاد قطب صاحب مولوی احمد علی لاہوری، رسالہ اصلی حنفیت میں بہ عنوان اسلام پنجاب کے ضروری ارکان، ایک نقشہ بنا کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تیجہ، چالیسواں اور گیارہویں کو بدعت سیئہ میں شمار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ اصلی حنفیت ص٩۔١٠)

دیوبندی وہابیہ کے مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی فتویٰ صادر کرتے ہیں:

فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہئے
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص١٥٤)

تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعتِ ضلالہ ہیں، کہیں ان کی اصل نہیں
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص١٥٤)

انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص١٣٠)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر وہابیہ کے یہ فتاویٰ صحیح سمجھ لئے جائیں تو تمام مفسرین، محدثین اولیاء اللہ اور علمائے امت خاک بدہن وہابیہ بدعتی اور مشرک ٹھہرتے

ہیں، اگر چہ گذشتہ صفحات میں، تیجہ، ساتواں چالیسواں اور گیارہویں شریف کے جواز میں مفصل دلائل پیش خدمت کرچکا ہوں تاہم اتمام حجت کے لئے دیوبندی وہابیہ کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کا مدلل فیصلہ نقل کردینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ غیر متعصب دیوبندی بھی اپنے طرز عمل پر غور کرسکیں اور قارئین کے لئے مزید اطمینان کا موجب ہو، حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

نفس ایصالِ ارواح اموات میں کسی کوکلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص وتعین کوموقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب وفرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں، جیسا کہ مصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تأمل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کوکھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کرلی، متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب ولسان کے لئے عوام کوزبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرِو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔

چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا، پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔



(فیصلہ هفت مسئلہ ص ۸۱، باب مروجہ فاتحہ)

حضرت حاجی صاحب موصوف نے فاتحہ مروجہ کی جو حقیقت بیان فرمائی حقیقۃً صحیح ہے اسی پر علمائے کرام، اولیائے عظام اور مسلمانان اہلسنت وجماعت عامل ہیں دن مقرر کرنے کے جواز میں حاجی صاحب فرماتے ہیں، رہا تعین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جوامر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے، محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا، ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظیر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں، پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ رہا غلو، اولاً اُس کی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ ثانیاً ان کا غلو، اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا۔

لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (فیصلہ هفت مسئلہ ص ۷)

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابی بعض ضِد، تعصب اور کج فہمی کی وجہ سے فاتحہ مروجہ کو بدعت، حرام اور کفار کی مشابہت بتا کر منع کیا کرتے ہیں، چنانچہ دیوبندی مفتی رشید احمد گنگوہی فتویٰ دیتا ہے:

فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے معہذا مشابہ بہ فعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ (فتاویٰ رشدیہ کامل ص ۱۰۲)

نیز لکھتا ہے:

"تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولا مشابہت ہنود کی کہ ان کے یہاں تیجہ ضروری رسم جاری ہے حرام ہوگا، بسبب مشابہت کے الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۶۰)

اس خرافات کی تردید فرماتے ہوئے حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے، مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی

ہے، تشبہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہوجائے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور تعلق عادات وریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں، مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہوسکتے، قصۂ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے، البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس بہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طرق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

وہابیہ کے تمام اعتراضات حاجی صاحب موصوف کے ارشادات کی روشنی میں مردود باطل ہوگئے نیز حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ مسئلہ عرس وسماع کے تحت فرماتے ہیں:

”پس حق یہ ہے کہ زیارتِ مقابر انفراداً اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت وطعام بھی جائز اور تعین تاریخ بمصلحت بھی سب مل کر بھی جائز۔

نیز فرماتے ہیں:

”مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرومرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ



گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی مولود پڑھا جاتا ہے، پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا“ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۸۳ باب عروس و سماع)

دیوبندی وہابیہ کے پیرومرشد حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ارشادات اتنے واضح ہیں کہ ان کی مزید وضاحت تحصیل حاصل ہے، سلیم الطبع، طالب حق کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

## مولود کرنا

سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کی یاد منانے کی خاطر عشاق رسول، اہلسنت وجماعت محفل میلاد منعقد کرتے اور فرحتِ وانبساط کا اظہار کرتے ہیں، حسبِ توفیق طعام پکار کر غربا و مساکین کو کھلایا جاتا ہے، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، ختم پڑھا جاتا ہے، قرآن خوانی ہوتی ہے، ذکر میلاد کے لئے اسٹیج تیار کیا جاتا ہے، علمائے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر ولادت وفضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہیں، تعظیماً کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور دعائے خیر کے بعد مجلس بر خواست ہوتی ہے ان امور پر وہابیہ کا سیخ پا ہونا، انعقاد محفل میلاد کو ناجائز وحرام بتانا اور محافل میلاد منعقد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک وکافر قرار دینا، وہابیہ کی شقاوت وگمراہی کی بین دلیل ہے، محفل میلاد کے خلاف غیر مقلدین وہابیہ کا فتویٰ قارئین دیکھ چکے ہیں جو سوالنامہ میں بحوالہ رسالہ بے نماز ص ۶۲ مندرج ہے، وہابیہ دیوبند بھی غیر مقلدین کی طرح محفلِ میلاد کو ناجائز اور حرام قرار دیتے اور غیر مقلدین وہابیہ سے بڑھ چڑھ کر دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتا ہے:

”انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے

منع ہے"۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۳۰)

دیوبندی کا سرخیل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے:

یا یہ وجہ ہے کہ روحِ پاک علیہ السلام کی عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم کو قیام ہے،تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقتِ وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے۔اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے؟ پس ہر روز اعادۂ ولادت کا مثل ہنود کے کہ سانگِ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں،یا مثل روافض کے کہ نقلِ شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں،معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا،اور خود یہ حرکت قبیحہ نا قابلِ لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید نہیں،جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اوراس کی شرع میں کوئی نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا،اور موجب تشابہ کفار یا فساق کا ٹھہرا۔یا یہ وجہ ہے کہ مبتدعین کے زعم فاسد میں روح پُرفتوح اس مجلسِ پُراشرار ومعاصی اور غیر مشروعات اور مجمع فساق وفجار ومحضر بدعات وشرور میں تشریف لاتی ہے۔معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالمِ غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک ہے،قرآن میں ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ الآية.

وَلَوْكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ الآية.

پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہوگیا اور جو عالمِ غیب نہیں کہتے مگر دوسری دلیل وجت تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لیں کہ باب عقائد میں نص قطعی واجب ہے احاد وظنیات پر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ ضعاف وموضوعات سے۔تو باب تشریف آوری میں کونسی روایات قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ محض اتباع ہوا وکید شیطان ہے ایسی صورت میں یہ قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوجاوے گا۔الحاصل یہ قیام صورتِ اُولیٰ میں



بدعت ومنکر اور دوسری صورت میں حرام وفسق اور تیسری صورت میں کفر وشرک چوتھی صورت میں اتباع ہوا وکبیرہ ہوتا ہے۔پس کسی وجہ سے مشروع وجائز نہیں،پھر اس کو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کرکے کافر وفاسق ہوتا ہے۔(البراہین القاطعہ ص ۱۴۸ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

دیوبندی وہابیہ کے فتویٰ سے ان کی بے باکی،گستاخی،بددیانتی،کج فہمی،تعصب اور بدعقیدگی اظہر من الشمس ہے،ہر فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محفلِ میلاد میں تعظیم وذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلے بھنے بیٹھے ہیں،عشاق رسولِ خدا علیہ التحیہ والثناء مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کے بارگاہِ رسالت میں بحالت قیام صلوٰۃ والسلام عرض کرنے پر وہابیہ کے قلب وجگر کباب ہیں۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ

فقیر جوازِ محفلِ میلاد اور قیام وصلوٰۃ والسلام میں دلائل پیش کرنے سے پہلے دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فیصلہ نقل کردیتا ہے،مزے کی بات دیکھئے کہ دیوبندیوں کے مذکورہ فتوی میں مندرج خرافات واہیہ کی مکمل تردید انہی کے پیرومرشد کے ارشادات سے ہوجاتی ہے۔

حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں:

"اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم،سرور عالم،موجب خیرات وبرکات دنیوی واخروی ہے،صرف کلام بعض تعینات وتخصیصات وتقلیدات میں ہے،جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں۔بقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ۔اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں۔لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر۔اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کرلیا جائے۔

کمایظہر من التاء ھل فی قولہٖ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو ردّ (صحیح البخاری،کتاب الصلح،باب اذا اصطحوا علی،برقم:۲۰۰۰،۲/۹۵۹۔صحیح مسلم،کتاب

الأقضية، باب نقض الاحكام الباطنة، برقم:١٧١٨، ٢/ ١٣٤٣. سنن ابن ماجة، المقدمة، باب تعظيم حديث، برقم:١٤، ١/ ٧. سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، برقم:٤٦٠٦، ٤/ ٢٠٠. السند، برقم:٢٥٥١١، ٤/ ٢٢٧)

پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام کو ذاتاً عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا، مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے، مگر کسی مصلحت سہولت دوام یا کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے، ہر محل میں جدا مصلحت ہے، رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں، اگر تفصیلاً کوئی مصلحت اندیشان پیشین کا اقتداء ہے تو اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال ومراقبات وتعینات رسوم مدارس وخانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں"۔

حاجی صاحب موصوف اس کے آگے قیام کرنے کی مصلحتیں بیان کر کے منکرین کی تردید کے بعد فرماتے ہیں:

"بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے، عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں، یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں وعورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاویں گی؟

بہر کیف تو گیے راسوز



رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں، اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے، کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی ایک جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوتے ہیں؟ یہ ضعیف شبہ ہے، آپ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے، علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں؟ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔ بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذاتِ حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد وشرک وکفر کیونکر ہو سکتا ہے؟ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں، مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں"۔(فیصلہ ھفت مسئلہ ص۷۹، باب مولود شریف)

لیجئے! دیوبندی مفتیوں کی ہفوات کی مکمل تردید۔ دیوبندیوں کے پیر ومرشد کے فیصلہ سے ہوگئی، اب موجودہ دیوبندیوں کو چاہئے کہ یا تو وہ اپنے پیر ومرشد کی بات مان کر آئندہ محفل میلاد وقیام کو بدعت وشرک کہنے سے باز آجائیں یا پھر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر بھی بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کا فتویٰ لگا کر شائع کر دیں اور اپنی دیانت وصداقت کا ثبوت دیں۔

یا چناں کن یا چنیں

جہاں تک مکروہات ومنکرات کا سوال ہے، مثلاً موضوع روایات، راگ ومزامیر اور اختلاط مرد وزن وغیرہ ایسے امور کو علمائے اہلسنت وجماعت بھی حرام وممنوع جانتے ہیں مگر وہابی مولوی ان باتوں کو بہانہ بنا کر جب ہر محفل میلاد کو بدعت وشرک اور ممنوع وحرام کہنے سے باز نہیں آتے تو ان کے خبثِ باطن کا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ محض ضد وتعصب اور

بعض وعداوت کا شکار ہیں، یہ لوگ ذکر وتعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں اوراس کی وجہ ان کا مرض وہابیت ہے، ورنہ ساری دنیا کے مسلمان محافل میلاد منعقد کرتے ہیں اور قیام وصلوٰۃ وسلام پر عامل ہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، عید میلاد بڑے اہتمام سے مناتے ہیں، میلاد کی محفلیں سجاتے، صلوٰۃ وسلام پڑھتے کھانے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> ’’مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے لئے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے‘‘۔

(امداد المشتاق، ص ٥٦)

نیز فرماتے ہیں:

> ’’ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورت جواز کی موجود ہے، پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے، البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے، اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بہ زمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں‘‘۔(امداد المشتاق مرتبہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ٥٥،٥٦)

## قرآن وحدیث سے محفلِ میلاد کا ثبوت

محفل میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ نظم ونثر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت



مقدسہ کا بیان ہوتا ہے، دورانِ حمل اور وقتِ ولادت جو معجزات ظہور پذیر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں، زمانہ شیر خوارگی عہد طفولیت اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آپ کی پرورش کے حالات کا تذکرہ ہوتا ہے، حلیہ مبارک، اخلاق وعادات اور آپ کے فضائل کا ذکر کیا جاتا ہے، سیرت طیبہ پر تقریریں ہوتی ہیں، آپ کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے، آپ کی ولادت وتشریف آوری کی خوشی منائی جاتی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے، جلسہ گاہ کو سجایا جاتا ہے، علمائے کرام کے لئے اسٹیج بنایا جاتا ہے۔ آپ کے ذکر ولادت کی تعظیم میں قیام کرکے صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے، کھانا کھلایا جاتا ہے، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، فاتحہ ہوتی ہے، حاضرین مجلس اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان امور کی کہیں ممانعت نہیں، بلکہ ازروئے قرآن وحدیث یہ تمام امور کار خیر میں داخل اور مستحب ہیں، اور رحمتِ خداوندی کے نزول کا سبب ہیں، اہل ایمان ومحبت مولود شریف کی محفلیں مستحب جان کر منعقد کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ مسلمانانِ اہلسنت وجماعت محفل میلاد کو فرض یا واجب قرار نہیں دیتے اور نہ ہی قیام کے وقت یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہورہی ہے یہ محض وہابیہ کے دماغ کی اُپج ہے کہ انہوں نے مسلمانوں پر بے بنیاد الزام گھڑ کر ’’سانگ کنہیا‘‘ کی گستاخانہ پھبتی کسی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جگہ بہ جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا مختلف پیرایوں میں ذکر فرماتا اور حضور کے فضائل بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ نور: ١٦)

’’بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان ہیں‘‘۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ (سورۃ مائدہ ع۳)

"بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب"۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً (سورہ آل عمران ع۱۷)

"بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا، مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا"۔

ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ (سورۃ الفتح ع۴)

"اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا"۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلاً (پ۲۶ الفتح ع۱)

"بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر وناظر اور خوشی وڈر سناتا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو"۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (بقرہ ع۱۴)

"بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سنانے والا"۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (سورہ النسآء ع۲۴)

"اے لوگو، بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اُتارا"۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ انبیآء ع۷)

"اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر"۔



ان آیات مبارکہ اور قرآن مجید کی بہت سی دوسری آیات میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا بیان ہے۔

## قرآن مجید سے محفل میلاد منعقد کرنے کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

**واذکروا نعمة اللّٰہ علیکم**

تم پر اللہ تعالیٰ نے جو نعمت فرمائی ہے اس کا ذکر کرتے رہو۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، محفل میلاد میں اسی سب سے بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے، لہٰذا محفلِ میلاد منعقد کرنا اس فرمانِ الٰہی پر عمل کرنا ہے۔

قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا:

**واما بنعمة ربّک فحدّث.**

اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے، پس مسلمانان اہلسنت بکثرت محافل میلاد منعقد کرکے اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا خوب چرچا کرتے ہیں، حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا. (پ۱۱، ع۱۱)

"تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں"۔

اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، مسلمانانِ اہلسنت ارشاد الٰہی کے مطابق آپ کی ولادت مبارکہ اور تشریف آوری

پرمسرت کا اظہار کرتے شان وشوکت کے ساتھ میلاد کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں سناتے ہیں۔

## حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا

(النساء:٤/٨٣)

”اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے“۔

اس کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے:

وفی الحقیقة کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فضل اللّٰه ورحمتهٗ، یدلّ علیه قولهٗ تعالیٰ هو الذی بعث فی المیّین رسولاً منهم یتلوا. الیٰ قولهٖ ذالک فضل اللّٰه یوتیه من یّشاء. وقوله تعالیٰ وما ارسلنک الا رحمة للعٰلمین. فلولا وجود النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وبعثتهٗ لبقوا فی تیه الضلالة تائهین کما قال ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین، یعنی قبل بعثتهٖ وکانوا قد تبعو الشیطان الیٰ شفا حفرة من النّار وکان علیه السلام ورحمته علیهم فانقذهم منها کما قال اللّٰه تعالیٰ وکنتم علیٰ شفا حفرة من النّار فانقذکم منها (روح البیان، تحت آیت "لو لا فضل اللّٰه" ۲/۲۰۱)

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں اس پر یہ فرمانِ الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا:



هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الی قوله ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

یہی فضل ہے اللہ کا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

ونیز یہ فرمان الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ.

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہاں کے لئے رحمت بنا کر۔

پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اور آپ کی بعثت نہ ہوتی تو لوگ گمراہی کے میدان میں بھٹکتے پھرتے جیسے کہ فرمایا ہمارا محبوب انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ شیطان کی پیروی میں جہنم کے کنارے تک پہنچ چکے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشریف لے آئے اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچالیا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ جہنم کے کنارے پر تھے پس تمہیں اس میں گرنے سے بچالیا۔

جب قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی حقیقتاً اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں تو آپ کی ولادت مبارکہ، آپ کی تشریف آوری کی خوشیاں منانا بھی قرآن سے ثابت ہوا کہ فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا.

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشیاں منانا چاہئے“۔

اور قاعدہ ہے کہ اذا ثبت الشیء ثبت بلوازمہ۔ جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اس کے لوازمات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس قاعدہ کے تحت محفلِ میلاد منعقد کرنا، فرش بچھانا، سٹیج تیار کرنا، روشنی کرنا، قیام وصلوٰۃ وسلام، طعام کھلانا، شیرینی تقسیم کرنا، وغیرہم لوازمات کا بھی اثبات ہوگیا۔

**فالحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک والصلوٰۃ والسّلام علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین**

## حدیث شریف سے محفل میلاد کا ثبوت

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی مجلسوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بکثرت کرتے رہتے تھے، آپ کے فضائل میں رطب اللسان رہتے، آپ کی ولادت مقدسہ کے وقت ظہور پذیر ہونے والے معجزات وعجائبات کا بیان کرتے۔ آپ کے حلیہ مبارک کے تذکرے ہوتے۔ آپ کے اخلاق اوصاف حمیدہ معلوم کرنے اور سننے کے لئے ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتے اور فرمائش کرتے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سناؤ۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے شمائل میں روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا:

**وکان وصّافاً عن حلیۃ رسول اللّٰہ ﷺ** (دلائل النبوۃ، باب فی صفۃ رسول اللہ ﷺ، ص٢٨٦)

ھند بن ابی ھالہ رسول اللہ ﷺ کے حلیہ کے اوصاف (بہت وصف بیان کرنیوالے) تھے۔

**وانا اشتھی ان یصف لی شیئا تعلق بہ**

اور میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا کچھ وصف سنائیں اور میں اس سے دل لگاؤں۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابواسحاق (تابعی) نے ایک صحابیہ خاتون سے فرمائش کی، بیان کر مجھ سے کیسے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟

**قالت کالبدر لیلۃ القمر لم ارقبلہ ولابعدہ مثلہ صلی اللّٰہ**



**علیہ وسلم**

اس صحابیہ خاتون نے فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں چاندنی رات کے کامل چاند کی طرح تھے، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل کوئی نہ دیکھا۔

دارمی اور دوسرے محدثین روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسماۃ ربیع (صحابیہ) رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف سناؤ، وہ بولی لورایتہ لقلت الشمس طالعۃ، میں حضور کو دیکھتی تو کہتی کہ سورج نکل آیا ہے؟

**عن عطاء بن یسار قال لقیت عبداللّٰہ بن عمرو ابن العاص قلت اخبرنی صفۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی التوراۃ، قال اجل واللّٰہ انہ لموصوف فی التوراۃ ببعض صفتہٖ فی القرآن یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیرا حرزاللاُمیین انت عبدی ورسولی الحدیث** (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب الکراھیۃ، برقم:٢١٢٥، ١/٢٣۔ مشکوۃ، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الأول، برقم:٥٧٥٢، ١/٣٠٠)

''حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی اور عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت توراۃ میں مذکور ہے اس کی خبر دیجئے، فرمایا ہاں (میں بیان کرتا ہوں) اللہ کی قسم، قرآن میں آپ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض اوصاف توراۃ میں بھی مذکور ہیں جن میں سے بعض اوصاف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے گرامی پیغمبر ما فرستادیم ترا شاہد احوال امت ہم نے آپ کو امت کے احوال پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے اور

اطاعت کیشوں کوثواب کی خوشخبری نے دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے آپ کو امیین کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے،تو اے محمد بندہ خاص منی کہ درحقیقت دربندگی خاص ہیچکس باتو شریک نیست۔ اے محمد تو میرا بندہ خاص ہے کہ درحقیقت بندگی خاص میں کوئی بھی تیرا شریک نہیں ہے تو میرا رسول ہے'' الحدیث (اللمعات ص ٤٧١ ج٤)

**عن قتادة عن انس کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ضخم الکفین والقدمین لم اربعدہٗ شبھا لہٗ.** (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الجمعة، ص ٨٧٦ ج٢)

''حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پیر مبارک بھاری یعنی گوشت سے بھرے تھے، میں نے آپ کے بعد آپ کے مشابہ کسی کو نہ دیکھا''۔

**عن انس کان النبی ﷺ ضخم الرأس والقدمین لم ارقبلہٗ ولابعدہٗ مثلہٗ وکان بسط الکفین** (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الجعد، ص ٨٧٦ ج٢۔ مشکوٰۃ، کتاب احوال قیامت، و بدء الخلق، باب اسماء النبی، برقم:٥٧٨٢، ٢ / ٣٦٠)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرمبارک بھاری اور دونوں قدم شریف بھاری تھے اور آپ ہتھیلیاں کشادہ تھیں، میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہ دیکھا''۔

**عن ابی ہریرہ کان النبی ﷺ ضخم القدمین حسن الوجہ**



**اربعدہٗ مثلہٗ** (صحیح البخاری ص ٨٧٦ ج٢، کتاب اللباس، باب الجعد)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں بھاری اور آپ کا چہرہ انور نہایت حسین تھا میں نے آپ کے بعد آپ کے مثل کسی کو نہ دیکھا''۔

ترمذی شریف میں حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستقل باب قائم فرما کر احادیث نقل فرمائی ہیں،عنوان ہے

**باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم.**

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے:

**عن العباس رضی اللّٰہ عنہ انہٗ جاء الیٰ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انافقالوا انت رسول اللّٰہ قال انا محمد بن عبداللّٰہ بن عبد المطلب ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم الحدیث** (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

''حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں کافروں کا طعن سنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں؟ حاضرین نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساری مخلوق سے بہتر مخلوق میں مجھ کو پیدا فرمایا''۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلاد شریف کا بیان فرمایا:

**عن العرباض عن رسول اللّٰہ ﷺ انہ قال انی عنداللّٰہ**

مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہٖ وساخبرکم باوّل امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امتی التی حین وضعتنی وقدخرج نھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامۃ (المسند، برقم:۱۲۲۲٦، ۵/ ۲٦۲۔ صحیح ابن حبان، برقم:٦٤٠٤، ١٤/ ٣١٣۔ التاریخ الکبیر، برقم:٧٨٠٧، ٥/ ٣٤٢۔ المعجم الکبیر، برقم:٧٧٢٩۔ حلیۃ الأولیاء، ٦/ ٩٠۔ مجمع الزوائد، ٨/ ٢٢٢)

’’حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، میں عنداللہ اس وقت خاتم النّبیین مکتوب تھا، جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنوز آب وگل میں تھے اور میں تمھیں اپنی ابتدا کی خبر دیتا ہوں، میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کی رؤیۃ ہوں، وہ رؤیۃ جو اس نے میری ولادت کے وقت دیکھی، تحقیق خارج ہوا اس کے لئے نور کہ اس نور کی روشنائی میں اس کے لئے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے‘‘۔

## صحابہ کرام کے جلسہ میں حضور نے اپنے فضائل بیان فرمائے:

عن ابن عباس جلس ناسٌ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج حتی اذ ادنیٰ منھم سمعھم یتذاکرون قال بعضھم ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلاً وقال آخر موسیٰ کلمۃ تکلیما وقال آخر فعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہٗ وال آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال قدسمعت کلامکم وعجبکم ان ابراھیم خلیل اللہ



وھو کذالک وموسیٰ نجی اللہ وھو کذالک وعیسیٰ روحہٗ وکلمتہٗ وھو کذالک وادم اصطفاہ اللّٰہ وھو کذالک الآ وانا حبیب اللّٰہ ولافخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہٗ آدم ودونہٗ ولافخرو انا اوّل شافع واول مشفّع یوم القیامۃ ولافخر وانا اوّل من یحرّکُ حلق الجنۃ فیفتح اللّٰہ فیدخلنیھا ومعی فقراءُ المومنین ولافخرو انا اکرم الاولین والآخرین علی اللّٰہ ولافخر (جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی ﷺ، برقم:٣٦١٠، ٢/ ٢٠٢۔ سنن الدارمی، برقم:٤٧، ١/ ٣٩۔ التفسیر الکبیر، تحت آیۃ "مفاتح الغیب"، ٦/ ١٦٧۔ تفسیر ابن کثیر، ١/ ٥٦٠۔ الدر المنثور، ٢/ ٧٠٥)

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کچھ لوگ مجلس میں بیٹھے۔ پھر حضور انور تشریف لائے حتیٰ کہ ان لوگوں سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سُنا (مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے) ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا، دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح میں ایک دوسرے نے کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا۔ تب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا۔ یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ سے راز کی بات کرنے والے ہیں اور واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور واقعی وہ

ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے چُن لیا۔ واقعی وہ ایسے ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں، فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوئے ہوں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہوں گے اور یہ فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنیوالا ہوں اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہو۔ فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھ داخل کرے گا، میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۔ فخر یہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا"۔

## ذکرِ ولادت:

**عن عثمان ابن ابی العاص قال حدثتنی امی انها شهدته ولادته آمنة امّ رسول الله ﷺ ليلة ولدته قالت فماشی انظر اليه فی البيت الا نورٌ وانی لانظرُ الی النجوم تدحوننی انی لاقول ليقعن علی** (المعجم الکبیر، برقم:٥ ٣٣، ٥٧ ٤۔ دلائل النبوة للبیهقی، برقم: ١، ص١١١۔ دلائل النبوة لابن نعیم، برقم:٢ ٧، ص١٣٥۔ البدایة و النهایة، ٢/ ٢٦٤۔ مجمع الزوائد، ٨/ ٢٢٠)

"حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میری والدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ ہوئی میں حضور کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ فرماتی ہیں کہ گھر میں جس چیز کو دیکھتی نور ہی نور دکھائی دیتا اور میں نے ستاروں کی جانب دیکھا تو وہ میرے قریب ہوتے اور جھکتے محسوس ہوئے حتیٰ کہ میں کہتی کہ مجھ پر گر پڑیں گے"۔



واضح رہے کہ یہ روشن ستارے ملائکہ کے روشن چہرے تھے جو حجرہ اقدس کو زمین سے آسمان تک گھیرے ہوئے تھے۔

**انّ آمنة قالت لما فصل منی خرج معهٗ نورٌ اضاء به مابين المشرق والمغرب رأيت قصور الشام والبصرىٰ فيه** (طبقات الکبریٰ، ١/ ١٠٢۔ المعجم الکبیر، برقم:٥٤٥، ٢٤/ ٢١٤۔ البدایة و النهایة، ٢/ ٢٦٤۔ المستدرك للحاكم، برقم:٤٢٣٠، ٢/ ٦٧٣)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک عظیم نور نکلا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی، میں نے اس نور کی روشنی میں ملک شام اور بصریٰ کے محلات کو دیکھ لیا۔

**وقالت فلما خرج من بطنی نظرتُ اليه فاذاهو ساجد قدرفع اصبعهٗ وهويقول بلسان فصيح لااله الا الله وانّی رسول الله**

(خصائص کبریٰ، شواهد النبوّة)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ فرمائے ہوئے ہیں اور اپنی انگلی مبارک اٹھائے ہوئے فصیح زبان میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا، حضور کی نعت بیان کرنا، حضور کی صفت وثنا بیان کرنا، سنت اللہ، سنت رسول، سنت صحابہ وتابعین وتبع تابعین ہے، اسی مقصد کے لئے مجلس میلاد منعقد کی جاتی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا مومن کی جان اور اس کا نصب العین ہے۔

زبان تا بود در دہاں جائے گیر     ثنائے محمد بود دلپذیر

## میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانا اور محفل میلاد منعقد کرنا موجب خیر و برکت اور باعثِ نجات ہے:

بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح باب و امھاتکم اللتی ارضعنکم میں ہے:

**فلمّا مات ابولھب اریۂ بعض اھلہٖ بشرّ حیْبۃٍ قال لہٗ ماذالقیت قال ابولھب لم الق بعدکم خیراً انی سقیتُ فی ھذہٖ بعتاقتی ثوبیۃ.** (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب و امھاتکم اللآتی، برقم:۳۸۱۳۔ مصنف لعبد الرزاق، برقم:۱۳۹۵۵، ۷/۴۷۸۔ شعب الایمان، برقم:۲۸۱، ۱/۲۶۱۔ دلائل النبوۃ للبیھقی، ۱/۱۴۹۔ شرح السنّۃ، برقم:۲۲۸۲، ۹/۷۶۔ البدایۃ و النھایۃ، ۲/۲۲۹، ۲۳۰۔ فتح الباری، ۹/۱۴۵۔ عمدۃ القاری، ۲۰/۹۵)

"جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں بُرے حال میں دیکھا، پوچھا تیرے ساتھ کیا گذری؟ ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہ ہوا، ہاں مجھے اس انگشت سے پانی پینے کو ملتا ہے کیونکہ میں نے ثوبیہ (لونڈی) کو آزاد کیا تھا"۔

واضح رہے کہ ابولہب، حضرت عبداللہ کا بھائی تھا، اس کی لونڈی ثوبیہ نے جب ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ آج تیرے بھتیجے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر ثوبیہ کو انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تو آزاد ہے، اگر چہ ابولہب سخت کافر تھا۔ اس کی ملامت میں پوری سورہ تبت یدا ابی لہب وتب۔ نازل ہوئی، تاہم محض اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مقدسہ کی خوشی منائی اور ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر یہ کرم فرمایا کہ ابولہب دوزخ میں اپنی انگلی چوستا ہے تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے، حالانکہ اس نے محض بھتیجے کی ولادت کی خوشی منائی تھی نہ کہ رسول اللہ کی ولادت سمجھ کر۔



حضرت شیخ المحققین عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

و دریں جا سند است مراہل موالید را کہ درشبِ میلادِ آں سرور کنند و بذل اموال نمایند، یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بہ سرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ دے بجہت آں حضرت جزا دادہ شد۔ تا حال مسلمان کہ مملو است بہ محبت و سرور بذلِ مال درو دے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنّی و آلات محرّمہ و منکرات خالی باشد (مدارج النبوت جلد دوم)

اس واقعہ میں مولود کرنے والوں کیلئے بڑی دلیل ہے، جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا، جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و اکرام ہوگا جو حضور کی محبت و خوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے لیکن چاہئے کہ محفلِ میلاد، عوام کی ایجاد کردہ بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں اور منکرات سے خالی ہو۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

**یستحبُّ لنا اظھار الشکر لمولدہٖ علیہ السّلام** (تفسیر روح البیان پ۲۶ سورہ فتح)

زیر آیۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

**وقد قال ابن الحجر الھیثمی انّ البدعۃ الحسنۃ متفق علیٰ ندبھا وعمل المولد واجتماع الناس لہٗ کذالک بدعۃ**

حسنۃٌ. قال السخاوی لم یفعله احدٌ من القرون الثلاثۃ وانما
احدث بعد لازال اھل الاسلام من سائر الاقطار والمدن
الکبار یعملون المولد ویتصدقون بانواع الصدقات
ویستنون بقراءۃ مولودہ الکریم ویظھر من برکاتہ علیھم
کل فضل عظیم قال ابن الجوزی من خواصہٖ انہ امان فی
ذٰلک العام وبشریٰ عاجلۃ بنیل النعمۃ والمرام واول من
احدثہٗ من الملوک صاحبُ اربل وصنّف لہٗ ابن دحیۃ کتابا
فی المولد فاجازہٗ بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ بن
حجرا اصلاً من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی وردّ علیٰ
انکارھا فی قولہٖ انّ عمل المولد بدعۃ مذمومۃ.

''امام ابن حجر محدث ہیثمی نے فرمایا کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے
پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف کرنا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا
بھی اسی طرح بدعت حسنہ ہے۔ حضرت امام سخاوی نے فرمایا (مروجہ
صورت میں) میلاد شریف قرونِ ثلاثہ میں کسی نے نہ کیا بعد میں ایجاد
ہوا پھر ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ مولود شریف کرتے رہے
اور کرتے ہیں اور طرح طرح کے صدقات وخیرات کرتے ہیں اور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پڑھنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔
اور محفل میلاد کی برکتوں سے ان پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت
امام جوزی فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس
کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی
بشارت عاجلہ ہے۔ جس بادشاہ نے اس کو (مروجہ صورت میں) پہلے
ایجاد کیا وہ شاہِ اربل ہے ابن دحیہ نے اس کے لئے میلاد کی ایک



کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار اشرفیاں نذر کیں اور حافظ
الحدیث امام ابن حجر اور حافظ الحدیث امام سیوطی نے محفل میلاد کی
اصل سنت سے ثابت کی ہے اور محفلِ میلاد کو بدعت سیۂ کہہ کر منع
کرنے والوں کی تردید فرمائی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ومما جرّب من خواصہٖ انّہٗ امانٌ فی ذٰلک العام وبشریٰ
عاجلۃ بنیل النعمۃ والمرام فرحم اللّٰہ امراء اتخذ لیالی شھر
مولدہٖ المبارک اعیاداً لیکون اشدّ علّۃ علیٰ من فی قلبہٖ
مرضٌ. (مواھب ص۲۷ ج اول)

''محفل میلاد منعقد کرنے کے خواص میں سے یہ امر تجربہ سے ثابت
ہو چکا ہے کہ اس سے سال بھر کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مل جاتی ہے
اور میلاد کرنے میں نعمتیں حاصل ہونے اور مرادیں پوری ہونے کی
بشارت عاجلہ ہے، پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو ماہ ربیع
الاول کی راتوں کو مجالس میلاد منعقد کرتا اور خوشیوں اور مسرتوں
کا اظہار کر کے عیدیں مناتا ہے تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض
(انکار وگستاخی) ہے ان کی بیماری شدت کا موجب ہو''۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں:

خاک ہو جائیں عُدو جل کر رضا    ہم تو ذکران کا سناتے جائیں گے

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ:

وہابیہ کے معتمد علیہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

کنت قبل ذٰلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی

**اللّٰہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہٖ ومشاھدۃ قبل بعثتہٖ فرأیت انوارًا سطعت دفعۃً واحدۃً لااقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولااقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللّٰہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا اوذٰلک فتأملت تلک الانوار فوجدتھا من قبل الملائکۃ المؤکلین بامثال ھٰذہ المشاھد وبامثال ھٰذہ المجالس ورأیت یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ** (فیوض الحرمین مترجم مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ص۲۷) (فیوض الحرمین، ۸۰/۸۱)

”میں اس سے پہلے مکہ معظّمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دن مجلس میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود تھا، لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت کے وقت اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے جو عجائب وغرائب اور معجزات وکرامات ظہور پذیر ہوئے ان کا ذکر کررہے تھے، دریں اثناء میں نے یکبارگی انوار کوندتے دیکھے، میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے ان انوار کو جسمانی آنکھ سے دیکھا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھ سے پس میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نوران ملائکہ کا ہے جو اس قسم کی مجلسوں اور مشاہدوں پر مؤکل ومقرر ہیں، نیز میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوارِ رحمت میں ملے ہوئے ہیں“۔

## شاہ عبدالرحیم صاحب کا مشاہدہ:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ میں ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کے موقع پر کھانا تقسیم کیا کرتا تھا



ایک سال مجھے نیاز دینے کی وسعت نہ رہی تو میں نے بھنے ہوئے چنے ہی تقسیم کردیئے، پھر خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ بعینہٖ وہی چنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے“۔(درثمین ص۸)

ثابت ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان ہر سال محافل میلاد منعقد کرتے ہیں، بلند پایہ علماء امت، مفسرین، محدثین اور اولیاء کرام محافل میلاد منعقد کرنے، ان مجلسوں میں شامل ہونے اور عید میلاد کی خوشیاں منانے کو باعث نزول رحمت ودفعیہ بلاد مصیبت، حل مشکلات اور حاجات پوری ہونے کا ذریعہ جانتے ہیں، تو کیا بقول وہابیہ یہ سب حضرات، بدعتی، گمراہ اور مشرک وکافر ہوئے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

اگر وہابی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بلکہ تمام مفسرین ومحدثین کے مشرک وکافر ہونے کا اعلان کریں اور اولیا واضح فتویٰ شائع کریں اور اگر ان میں یہ ہمت نہیں ہے تو آئندہ ایسے مردود فتویٰ صادر کرکے مسلمانوں میں انتشار وافتراق برپا کرنے سے باز رہیں، مسلمانوں کو بہکانے اور مغالطہ دینے کی خاطر وہابی مولوی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نفسِ ذکرِ ولادتِ رسول کو کب منع کرتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مروجہ صورت میں محفل میلاد کا ثبوت قرونِ ثلاثہ میں نہیں ملتا اس لئے ناجائز، بدعت اور حرام ہے۔

## وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج:

میں ان فریب کاروں سے پوچھتا ہوں کہ آیا تم خود بھی اپنے اس اصول پر کاربند ہو؟ کیا تم لوگ بھی صرف وہی کچھ کرتے ہو جس کا ثبوت بصورت موجودہ مروجہ قرونِ ثلاثہ ملتا ہو، اگر کہو ”ہاں“ تو پھر۔

۱۔ قرآن مجید کے اردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں ترجمے کرنا اور مترجم قرآن کرنا اور مروجہ صورت میں شائع کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم انہیں

پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۲۔ حدیث کی کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ مرتب کرنا اور مروجہ صورت میں شائع کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم انہیں پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۳۔ اردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں حدیث کی کتابوں کے ترجمے مرتب کرنا اور مترجم قرآن شائع کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم سب یہ کرتے ہوں۔

۴۔ قرآن مجید، حدیث شریف کی کتب اور دیگر رسائل وکتب بصورت مروجہ پریس میں چھاپنا، چھپانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ اس پر تم عامل ہو۔

۵۔ قرآن مجید کے تیس پارے بنانا۔ ان میں رکوع مقرر کرنا حروف پر اعراب لگانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔

۶۔ چھ کلمے مقرر کرنا ان کی ترتیب مقرر کرنا کہ یہ پہلا کلمہ ہے، یہ دوسرا، یہ چوتھا، یہ پانچواں اور یہ چھٹا ہے اور پھر ان کلموں کے نام مقرر کرنا کہ یہ کلمہ طیب ہے، یہ کلمہ شہادت، یہ کلمہ تمجید، یہ کلمہ توحید، یہ کلمہ استغفار اور یہ کلمہ ردّ کفر ہے اس کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔

۷۔ صفاتِ ایمان بصورت مقررہ، مروجہ، صفتِ ایمان مجمل اور صفتِ ایمان مفصل کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دو۔

۸۔ نمازوں کے لئے زبان سے نیت کے مروجہ الفاظ کہنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔

۹۔ بصورتِ مروجہ مسجدیں تعمیر کرنا، مسجدوں کے مینار، محراب اور گنبد وغیرہ بنانے کا ثبوت بھی قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔ کہ بالالتزام تم اس پر عمل ہو۔

۱۰۔ نمازوں کیلئے اوقات مقرر کرنا کہ فلاں نماز کے لئے اتنے بجے اور فلاں نماز کے لئے اتنے بجکر اتنے منٹ پر جماعت کھڑی ہوگی، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم سختی کے ساتھ اس پر عامل ہو۔



۱۱۔ موجودہ مروجہ صورت میں مدرسے قائم کرنا، پڑھائی کیلئے اوقات مقرر کرنا، نصاب تعلیم کا تعین، پڑھائی اور چھٹیوں کے دن مقرر کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۲۔ مدرسوں کیلئے چندہ مانگنا، امدادی اپیلیں شائع کرنا، قربانی کی کھالیں جمع کرنا، ان کے حصول کی خاطر گلی گلی کوچہ بکوچہ مارے مارے پھرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارا یہ دستورالعمل بن چکا ہے۔

۱۳۔ علوم مروجہ صرف ونحو، فلسفہ، علم کلام اور منطق وغیرہ پڑھنے پڑھانے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دو کہ تمہارے مدرسوں میں پابندی سے یہ علوم مروج ہیں۔

۱۴۔ روزنامے، ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ اخبارات ورسائل مقررہ تاریخ واوقات میں شائع کرنا، اخبارات ورسائل کے نام رکھنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۵۔ تاریخ اور دن اور وقت مقرر کر کے جلسے منعقد کرنا، بڑے بڑے اسٹیج اور پنڈال بنانا جلسہ گاہ کی رونق بڑھانے کیلئے سینکڑوں ہزاروں بلب لگانا، جھنڈیاں لگانا، مقررین کو دعوت دیکر فیس مقرر کر کے بلانا، عوام کو جلسہ میں شمولیت کیلئے شدومد کے ساتھ ترغیب دینا، لاؤڈ سپیکروں سے اعلان کرتے پھرنا، اشتہارات وپوسٹر شائع کر کے جلسہ کو کامیاب کرنے کی اپیلیں کرنا وغیرہ، مذہبی وسیاسی جلوسوں کے لئے اس قدر اہتمام وتداعی کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ یہ سب کچھ تمہارا معمول بن چکا ہے۔

۱۶۔ غلاف کعبہ کو نمائش کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ شہر بہ شہر لئے پھرنا اور نذرانے وصول کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے صالحین علی الاعلان یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔

۱۷۔ اسلام دشمن کافرلیڈروں کو اپنا راہنما بنانا۔ ان کی جماعت (ہندو کانگریس) میں

باضابطہ شامل ہونا، ملت اسلامیہ کے مفاد کے خلاف ہندو لیڈروں سے تنخواہیں اور امدادی رقوم حاصل کرنا، کفار کے مفاد میں شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ دورے کر کے تقریریں کرتے پھرنا، الیکشن میں کفار کو کامیاب کرنے کی خاطر غلط بیانیاں کر کے مسلمانوں سے ووٹ مانگتے پھرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ یہ سب کچھ تم علی الاعلان کرتے رہے ہو اور اس پر تاریخ شاہد ہے۔

۱۸۔ کافر لیڈروں کے استقبال کیلئے دور دراز سے سفر کر کے پہنچنا، ان کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر ان کے گلے میں ہار ڈالنا ''مہاتما گاندھی کی جے'' پکارنا، جواہر لال نہرو زندہ باد، سردار پٹیل زندہ باد، سبھاش چندر بوس زندہ باد وغیرہ نعرے لگانا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے بڑے بڑے مولویوں کے یہ کرتوت تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو چکے ہیں۔

۱۹۔ ملت اسلامیہ کو ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں، عیسائیوں، بہائیوں اور بھنگیوں میں مدغم کرنے کی مذموم کوشش میں، متحدہ قومیت کا پرچار کرنا اور ملت از وطن است کا اعلان کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے یہ شرمناک کارنامے تمہاری پیشانیوں پر کلنک کے ٹیکے بن چکے ہیں۔

۲۰۔ کافر بت پرست حکمرانوں کو اپنے مذہبی مدرسہ میں دعوت دیکر بلانا (جیسے کہ مدرسہ دیوبند کے مولویوں نے صدر بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد کو دعوت دے کر اپنے مدرسہ میں بلایا، اس کے اعزاز واکرام کی خاطر بڑے اہتمام کے ساتھ مدرسے اور جلسہ گاہ کو زیب وزینت سے آراستہ وپیراستہ کرنا اس کے استقبال کے لئے بے قراری کے عالم میں دوڑتے بھاگتے پھرنا اس کی آمد پر اس کی تعظیم کے لئے دست بستہ وگردن شکستہ قیام کرنا اس کے لئے زندہ باد کے نعرے بلند کرنا اس کے لئے خطبہ استقبالیہ پڑھنا، اس کی مدح وثناء میں قصیدہ خوانی کرنا وغیرہ، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔



۲۱۔ دنیاوی مفادات کی خاطر دشمنِ اسلام ''برٹش گورنمنٹ'' کو اپنی گورنمنٹ قرار دینا، ان کی وفاداری کو عین دینِ اسلام قرار دینا، مسلمانوں کو حکومت برطانیہ کی وفاداری کی تلقین کرنا انگریزوں کے خلاف لڑنے کو از روئے اسلام ناجائز وحرام قرار دینا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے یہ شاہکار کارنامے تمہاری کتابوں میں مندرج ہیں۔

۲۲۔ دشمنِ اسلام انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو، غدر وبغاوت، اور انگریزوں کی حمایت میں لڑتے ہوئے مرجانے کو شہادت قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ تمہارے مولویوں کی یہ مذموم حرکتیں، تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہیں۔

۲۳۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اسلامی مملکت (پاکستان) قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کے خلاف، محاذ، بنالینا ان کی راہ میں روڑے اٹکانا، مسلمانوں کو بت پرست ہندوؤں کا دائمی غلام بنا دینے کی سرتوڑ کوشش کرنا، گاندھی اور دیگر ہندو لیڈروں کو محافظ اسلام، اور قائداعظم کو کافراعظم قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ تمہارے پیشواؤں کے یہ کرتوت بھی تاریخ میں ثبت ہو چکے ہیں۔

۲۴۔ مردہ کافر لیڈروں کی تصویر کی صدارت میں منعقدہ جلسہ میں شرکت کرنا اس کی تصویر کو سلامی دینا، اس کی مدح وستائش کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے مولوی مردہ سبھاش چندر بوس کی تصویر کی صدارت میں یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ (ثبوت کے لئے فقیر کی تالیف ''تاریخ وہابیہ'' کا مطالعہ کیجئے)

۲۵۔ اس عقیدہ کا قرونِ ثلاثہ سے ثبوت دو کہ ''نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں اپنی ہمت کو لگا دینا بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے'' جیسے کہ تمہارے پیشوا اسماعیل دہلوی نے کتاب ''صراط مستقیم''

میں لکھا ہے۔

۲۶۔ اس عقیدے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، نیز اس کا بھی کہ رسول کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا، نیز اس کا بھی کہ رسول کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، نیز اس کا بھی کہ شیطان اور ملک الموت کا علم۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، نیز اس کا بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں مل جانے والا ہوں، (نعوذ باللہ من ذلک الھفوات) یہ باتیں وہابیہ کے پیشواؤں، اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتابوں تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ میں لکھی ہیں اور ان کتابوں پر وہابیہ کا ایمان ہے۔

۲۷۔ یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ یہ تمہارے مولویوں نے بڑے اصرار کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

تمام وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ مندرجہ بالا امور کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیں، اگرچہ اور بھی صدہا ایسے امور پیش کئے جاسکتے ہیں، جو قرونِ ثلاثہ سے ہرگز ثابت نہیں، لیکن وہابیہ ان پر عامل ہیں تو بتایا جائے کہ یہ تمام امور ان کے لئے کیونکر جائز و روا ہو گئے؟

آخر فاتحہ و میلاد نے ہی ایسا کونسا گناہ کیا ہے کہ وہابیہ ان کی مذمت کرتے ہیں اور بدعت سیئہ، ناجائز اور حرام کہتے نہیں تھکتے اور فاتحہ و میلاد کرنے والے مسلمانانِ اہلسنت کو بدعتی، فاسق، مشرک اور کافر قرار دے کہ ملت اسلامیہ میں فتنہ انگیزی اور انتشار و بدامنی برپا کرنے کی شرمناک حرکتوں سے باز نہیں آتے؟

## وہابی مولویوں کی سینہ روزی:

وہابیوں کی منطق بھی بڑی عجیب ہے کہ یہ خود چاہے قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف چلیں، ناجائز اعمال کے مرتکب ہوں، تمام امت کے مخالف عقائد رکھیں، خود کو بہر



حال صحیح اور راہِ راست پر اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔بات بات پر ان کی رگِ نجدیت پھڑک اٹھتی ہے، مسلمانانِ اہلسنت سے بغض و عناد کی وجہ سے جائز و مباح اور مستحسن امور پر بھی، بدعت سیئہ اور شرک و کفر کے فتویٰ لگانے سے باز نہیں رہتے، مثلاً محفل میلاد کو بدعت سیئہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دیوبندی وہابیوں کا پیشوا مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

"یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم السلام اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اہلِ تاریخ فاسق لکھتے ہیں۔لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔(فتاوی رشیدیہ کامل، کتاب البدعات، باب مجلس میلاد، ص ۱۱٤)

نیز لکھتا ہے! عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا، (کتاب مذکور) اور یہی مفتی فاتحہ کے متعلق لکھتا ہے:

"فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے" (فتاوی رشیدیہ، کامل ص۱۰٤)

اور سبب یہ بتایا ہے کہ

ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرونِ ثلاثہ کہ مشہود اولیاء بالخیر اند منقول نہ شدہ (فتاوی رشیدیہ کامل ص ۱۱۸)

دیوبندی مفتی کی طرح دوسرے وہابی غیر مقلدین، ندوی اور مودودیئے وغیرہ بھی اسی طرح کے بودے اعتراضات کے تحت فاتحہ، گیارہویں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کو بدعتِ سیئہ اور ناجائز و حرام ٹھہراتے ہیں ان کا سب سے بڑا اور بنیادی اعتراض یہی ہے کہ چونکہ یہ کام بہت مروجہ قرونِ ثلاثہ نہیں ہوا اس لئے حرام ہے۔مگر جب

یہی لوگ اپنے مفادات کے تحت خود ایسے کام کرتے ہیں جو بہئیت مروجہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھے تو اپنے اس خانہ ساز اصول کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور قسم قسم کے حیلے بہانے تراشنے لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسی دیوبندی مفتی کو ہی دیکھ لیجئے کہ کس دھڑلے سے کہتا ہے کہ محفل میلاد اور فاتحہ مروجہ اس لئے جائز نہیں کہ بہئیت مروجہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھی اور بطور قاعدہ کلیہ اعلان کرتا ہے کہ ''عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا۔

لیکن اس کے برعکس آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ یہی وہابی مفتی ذرا سے دنیاوی مفاد کی خاطر اپنی موم کی ناک کیونکر موڑ دیتا ہے، مدرسہ دیوبند میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کو کوئی مشکل یا مصیبت درپیش ہوتی تو مبلغ پندرہ روپے اس مدرسہ میں دیتا اس کے معاوضہ میں دیوبندی مولوی اور طلباء کو بخاری شریف کا ختم پڑھ کر اس کے لئے دعا مانگتے۔

اور چونکہ یہی دیوبندی مولوی ختم قرآن مجید کو بدعتِ سیئہ اور حرام قرار دیتے تھے اور وجہ یہ بتاتے تھے کہ ختم قرآنِ مجید قرونِ ثلاثہ سے ثابت نہیں، تو کسی نے سوال کیا ''کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرونِ ثالثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

تو اس کے جواب میں دیوبندیوں کا یہی مفتی فتویٰ صادر کرتا ہے کہ:

''قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۷۳)

اب اسے وہابیہ کی سیئہ روزی نہیں تو اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید جو مرتب کتاب کی صورت میں قرونِ ثلاثہ میں موجود تھا اور باوجود اس کے کہ کھانا سامنے رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جو قرآن کی آیت ہے) پڑھنا اور دعا مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد و عمل سے ثابت ہے۔ ختم قرآن، بدعت سیئہ ناجائز اور حرام اور موجب عذاب



ہے۔ لیکن بخاری شریف جو قرونِ ثلاثہ میں موجود ہی نہیں تھی اس کا ختم جائز اور موجب دفعیہ مصائب ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ ختم قرآن چونکہ مسلمانانِ اہلسنت کرتے ہیں اس لئے بدعت سیئہ اور حرام ہے اور ختم بخاری شریف چونکہ دیوبندی وہابی کرتے ہیں لہذا جائز ہے۔ ورنہ ختم بخاری اگر ذکر خیر ہے تو ختم قرآن مجید ذکر خیر کیوں نہیں؟ حالانکہ کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کی اصل شرع سے بالوضاحت ثابت ہے، اگر وہابی مولوی فاتحہ مروجہ اور محفل میلاد کو اس وجہ سے بدعتِ سیئہ اور حرام بتاتے ہیں کہ بہئیت مروجہ فاتحہ و میلاد قرون ثلاثہ میں نہیں تھا تو ان پر لازم ہے کہ ختم بخاری بہئیت مروجہ قرونِ ثلاثہ ہی سے ثابت کرکے اس کے جائز ہونے کا ثبوت پیش کریں۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ.

علمائے اہلسنت سے مباحثہ کے دوران وہابی مولویوں کو جب کوئی راہ فرار دکھائی نہیں دیتی تو پہلو بچانے کی خاطر کہہ دیا کرتے ہیں کہ:

''ہم نفس ذکرِ رسول کو کب منع کرتے ہیں ہم تو اہتمام و تداعی، گانے بجانے اور اختلاطِ مرد و زن کی وجہ سے محفلِ میلاد کو ناجائز و حرام کہتے ہیں''۔

مگر وہابیہ کا یہ اعتراض بھی ایک عذر لنگ سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اس لئے کہ عموماً میلاد کی محفلوں میں گانا بجانا اور اختلاطِ مرد و زن ہرگز نہیں ہوتا اور اگر کہیں جہلاء کے ہاں ایسا ہوتا بھی ہو تو علمائے اہلسنت اسے کب جائز کہتے ہیں؟

مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ممنوعہ امور کو روکنے کے بجائے ہر محفل میلاد کو بدعت سیئہ اور ناجائز و حرام قرار دیدیا جائے، رہا اہتمام و تداعی کا اعتراض تو اس سے خود وہابی مولوی بھی محفوظ نہیں، غور کا مقام ہے کہ وہابیہ کے نزدیک اگر انتظامات و لوازمات محفل

میلاد واقعی ناجائز وحرام ہیں تو یہ خود جو جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں ان میں فرش بچھاتے، شامیانے لگاتے، سجاوٹ کے لئے جھنڈیاں لگاتے، بجلی کے سینکڑوں ہزاروں قمقمے لگاتے بڑے بڑے اسٹیج بناتے، اخبارات ورسائل میں اعلان کراتے، لاؤڈ سپیکر سے ڈھنڈورا دیتے، قدِ آدم اشتہارات شائع وتقسیم کرکے عوام کو شرکت کی دعوت دیتے اور پُرزور اپیلیں کرتے ہیں کہ جوق درجوق شرکت فرماکر جلسہ کو کامیاب بنائیں، نیز اخراجات کے لئے چندہ فراہم کرتے پھرتے ہیں تو یہ سب کچھ وہابیہ کے لئے کیونکر جائز ہوجاتا ہے؟

جب اہتمام وتداعی یہ خود بھی کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بنائے مخالفت یہ امور نہیں بلکہ اصل وجہ اہلسنت سے بغض وعناد اور ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ خواہ مخواہ وہی تباہی اعتراضات کی آڑ میں ذکر حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں لیکن یہ محرومانِ ازلی اتنا نہیں سمجھتے کہ جس کے ذکر کو خود رب العزت بلند فرمائے۔ ورفعنا لک ذکرک کا اعلان فرمائے اس کے ذکر کو کون روک سکتا ہے؟ آیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرکے جیت جانا چاہتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے    یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنا لک ذکر کا ہے سایہ تجھ پر    بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے    نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

## حرفِ آخر:

بحمدہٖ تعالیٰ۔ سوالنامہ میں مندرج سوالات کے مدلل جوابات مکمل ہوئے اور فتویٰ وہابیہ کی تردید بطریق احسن پایہ تکمیل تک پہنچی۔ یہ درحقیقت واضح ہوچکی کہ جن دس امور کی بناپر وہابیہ نے بکمال شقاوت، فرزندانِ توحید عاشقانِ رسول اللہ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو مشرک وکافر ٹھہرانے کی مذموم کوشش کی ہے ان امور کی بناپر شرک وکفر ہرگز عائد نہیں ہوتا۔



یہ محض ان کی ضد وتعصب، کج فہمی اور ان کے جہل مرکب میں گرفتار ہونے کا کرشمہ اور مسلک وہابیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ دراصل یہ لوگ اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی وقرن الشیطان، کی تقلید کرتے ہوئے سبیل المومنین سے ہٹ چکے ہیں۔ امت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں، اس کے باوجود اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے مخالف ودشمن اور کفار کے ساتھی وہمنوا رہے ہیں اور ان کا یہی طرز عمل بحسب فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے خارجی ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ فرمایا:

**یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان** الحدیث (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

"یہ لوگ اہلِ اسلام کے قاتل (دشمن) ہوں گے اور بت پرستوں سے کچھ تعرض نہ کریں گے"۔

قارئین! ان کی مسلم دشمنی اور ملت اسلامیہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کی تفصیل اور ان کی مکمل تاریخ معلوم کرنے کے لئے فقیر کی کتاب۔ "مکمل تاریخ وہابیہ" کا ضرور مطالعہ کریں، اس کتاب میں ناقابل تردید تاریخی حوالوں سے ان کے چہروں سے نقاب کشائی کی گئی ہے۔ نیز تعلیمات قرآن وحدیث میں وہابیہ کی تحریف وتلبیس اور دینی مسائل میں ان کی دھاندلیوں اور مکروفریب سے آگاہی کے لئے فقیر کی تالیف "تنویر الایمان" حصہ اول ودوم کا مطالعہ بیحد ضروری ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ علمی رنگ میں وہابیہ کے عجیب وغریب ہتھکنڈوں سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں۔

**وماعلینا الا البلاغ**

# مآخذومراجع


☆ **القرآن الحکیم**

☆ **أشعةُ اللّمعَات** ـ للدّهلوی، الشّیخ عبد الحق بن سیف الدّین المحدّث (ت۱۰۵۲ھ)، المکتبة النُّوریة الرّضویة سکھر، پاکستان ۱۹۷۶م

☆ **البحر الزخار** (المعروف بمسند البزّار)، للبزّار، الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق العتکی (ت ۲۹۲ھ)، تحقیق الدکتور محفوظ الرّحمن زین الله، مکتبه العلوم و الحکم، المدینة المنوّرة، ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

☆ **بھجة الآثار**، نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی (ت۸۱۳ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **البدایة و النھایة**، حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (ت۷۷۴ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **البنایة شرح الھدایة**، محمد بن احمد بن موسی بن احمد بن الحسن (ت۸۵۵ھ)، بیروت

☆ **تفسیر بیضاوی**، قاضی ابو الخیر عبد الله بن عصر بیضاوی شیرازی شافعی (ت۶۸۵ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ **تفسیر عزیزی**، شاہ عبد العزیز محدث دھلوی (ت۱۲۳۹ھ)، مکتبة رشیدیة، کوئٹة

☆ **تفسیر مدارک**، ابو البرکات احمد بن محمد نسفی (ت ۷۱۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **التفسیر الکبیر**، امام فخر الدین رازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ **التفسیرات الاحمدیة**، علامه احمد جیون جونپوری (ت ۱۱۳۰ھ)، قدیمی کتب خانه، کراتشی





☆ **جلالین**، حافظ جلال الدین سیوطی (ت۹۱۱ھ) قدیمی کتب خانه کراتشی

☆ **الخصائص الکبری**، حافظ جلال الدین سیوطی (ت ۹۱۱ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **الدر المنثور**، امام جلال الدین سیوطی (ت۹۱۱ھ)، بیروت

☆ **دلائل النبوة**، امام ابو نعیم احمد بن عبد الله (ت ۴۳۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **دلائل النبوة**، امام ابو بکر احمد بن حسین بیھقی، (ت ۴۵۸ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **روح البیان**، علامه اسماعیل حقی حنفی (ت۱۱۳۷ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ **زبدة الآثار**، شاہ عبدالحق محدث دھلوی (ت۱۰۵۲ھ)

☆ **سُنَن أبِیْ داوٗد**، للإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی (ت ۲۷۵ھ)، دار ابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

☆ **سُنَن إبن مَاجَة**، للإمام أبی عبد اللّٰه محمد بن یزید القَزْوِینی (ت۲۷۳ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت،الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

☆ **سُنَن التِّرمذی**، للإمام أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة (ت۲۹۷ھ)، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصّار، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

☆ **سنن دار قطنی**، امام علی بن عمر دار قطنی، (ت۲۸۵ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **سنن الکبریٰ للبیھقی**، امام ابو بکر احمد بن حسین بیھقی (ت۴۵۸ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **سنن النسائی**، امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ھ)، دار الفکر، بیروت

☆ **شرح صحیح البخاری**، لابن بطال، الإمام أبی الحسن علی بن خلف بن عبد الملك، مكتبة الرُّشد، الرياض، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠هـ ـ ٢٠٠٠م

☆ **شرح صحیح مسلم**، للنّووی، الإمام أبی زكریا یحیٰ بن شرف الدّمشقی الشّافعی (ت٦٧٦هـ)، دارالكتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠م

☆ **شرح الصدور**، حافظ جلال الدین سیوطی (ت ٩١١ هـ)، غوثیه كتب خانه، كراتشی

☆ **صحیح ابن حبان**، امام علاء الدین علی بن بلبان الفارسی (ت٧٣٩هـ)، بیروت

☆ **صَحِیْحُ الْبُخَارِی**، للإمام أبی عبد اللّٰه محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت ٢٥٦ هـ)، دار الكتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩١ء

☆ **صحیح مسلم**، للأمام مسلم بن الحجاج القشیری (ت ٢٦١ هـ)، دارالأرقم، بیروت

☆ **عمدة القاری**، امام بدر الدین عینی، بیروت

☆ **فتاویٰ رشیدیه كامل**، شیخ رشید احمد گنگوهی (ت١٣٢٣ هـ) نور محمد كتب خانه، كراتشی

☆ **فتح الباری**، امام ابن حجر عسقلانی، دار الكتب العلمیة، بیروت

☆ **فتح القدیر**، علامه كمال الدین بن همام (ت ٨٦١ هـ)، مكتبه رشیدیه، كوئٹة

☆ **فیصله هفت مسئله**، حاجی امداد اللّٰه مهاجر مكی، مكتبه رشیدیه، كوئٹة

☆ **فیوض الحرمین**، شاه ولی اللّٰه محدث دهلوی، كراتشی

☆ **مرقات المفاتیح** (شرح مشكاة المصابیح)، للإمام الملّا علی بن سلطان محمد القاری (ت١٠١٤ هـ) الشیخ جمال عیتانی، دارالكتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ه، ٢٠٠١م





☆ **المستدرك**، امام ابو عبد اللّٰه محمد بن عبداللّٰه حاكم نیشاپوری (ت٤٠٥هـ)، دار المعرفة بیروت

☆ **مِشْكَاةُ الْمَصَابِیْح** ـ للتّبریزی، الشّیخ ولیّ الدّین أبی عبد اللّٰه محمد بن عبداللّٰه الخطیب (ت٧٤١هـ)، تحقیق الشّیخ جمال عیتانی، دارالكتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٣م

☆ **مَجْمَعُ الزَّوَائِد ومنبع الفوائد** ـ للهیثمی، نورالدّین علی بن أبی بكر المصری (ت٨٠٧هـ)، تحقیق عبد القادر عطاء، دار الكتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م

☆ **مدارج النبوة**، شیخ عبد الحق محدث دهلوی (ت١٠٥٢هـ)

☆ **الْمُسْنَد**، للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ)، دار الكتب العلمیة، بیروت

☆ **مسند ابو یعلی**، امام احمد بن علی المثنی (ت٣٠٧هـ)، دار الكتب العلمیة، بیروت

☆ **المعجم الكبیر**، للطبرانی، الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب اللخمی (ت٣٦٠هـ)، تحقیق حمدی عبدالمجید السّلفی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م

☆ **نور العرفان**، مفتی احمد یار خان نعیمی (ت١٣٩١هـ)، ضیاء القران، كراتشی

## جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

کہی ان کہی، زکوٰۃ کی اہمیت،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، فلسفہ اذانِ قبر،





رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلاد ابن کثیر، عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

مسائل خزائن العرفان، عورت اور آزادی،

الروائح الزکیہ، ستر استغفارات،

امام احمد رضا قادری رضوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

## مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایّامِ خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

فتاویٰ حج وعمرہ، نسب بدلنے کا شرعی حکم

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

دعاء بعد نمازِ جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم